وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل الله علیک عظیما

صفحه ۶۶

الحمد لله این کتاب ... معتبره منقول جامع اقوال علمای فحول اعنی

تنبیه العقول
عن عبد الرسول

... علام حقائق فروع و اصول ...

باهتمام تام و سعی مالا کلام جناب سیٹھ حاجی محمد ... سورتی سلمه الله عن شر الاعادی

در مطبع گلزار حسنی واقع محله ...



الحمد لله الذی اظهر علیٰ غیبه من ارتضاه من المرسلین والصلوٰة
والسلام علیٰ افضلهم المعطیٰ علم الاولین والآخرین وعلیٰ آله واصحابه
الذین نالوا حظا وافرا من الکشف والیقین اما بعد مخفی مباد کہ عرصہ چند روز کا
گذرا کہ جناب شرافت مآب سیادت انتساب سید رفیع الدین صاحب
رفع اللہ درجہ فی الدارین نے ایک استفتا متعلق علم غیب انبیا وغیرہ کلکتہ سے
طرف اس خاکسار سراسر قصور محرر سطور کے روانہ کیا تھا۔ اور چونکہ اوسمین چند
باتین مخالف مذہب منصور جمہور اہل سنت وجماعت کے مندرج تھیں اوسکا رد
بڑی تاکید سے طلب فرمایا ہر چند عذر عدم لیاقت وقلت فرصت پیش کیا گیا
مگر ایک بھی مقبول نہوا اور تاکید سابق گو بواسطہ خطوط زیادہ تر مؤکد کیا ناچار
امتثالا للامرہ یہ رسالہ مختصر بحسب لیاقت اوسکی رد مین لکھا اور بعد اتمام کے
تنبیه الغفول عن علم غیب الرسول اسکا

نام

نام رکھا اللّٰہمّ اجعلہ خالصًا لوجهك الکریم ومرضاۃ لنبیك الرؤف الرحیم علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ الوف الصلوٰۃ والتسلیم **قولہ** اوسکے اعتقاد سے یہ امر متحقق ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب حاصل ہی حالانکہ آپ سکے عالمِ غیب ہونے کا معتقد کافر ہی **اقول** بتوفیق اللہ وتوفیقہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کا معتقد کافر نہین ہی بلکہ مومن کامل ہے مگر جو آپ کے علمِ غیب کا مطلقاً منکر ہی وہ البتہ کافر ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے صفت علم غیب باتفاق اہل حق بنص قطعی قرآنی ثابت ہی اور منکر منصوص مکذب نص قرآن ہی اور مکذب نص قرآن کافر ہی اور منکر منقص شان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اور منقص شان حضرتؐ بھی کافر ہی ہان اگر کوئی شخص آنحضرت کے واسطے علم غیب بالاستقلال بدون اعلام علام الغیوب ثابت کرے تو وہ بیشک کافر ہی کیونکہ علمِ غیب باستقلال خاص واسطے ذات باری تعالیٰ کے ہی مگر اہل سنت مین سے اسکا کوئی قائل نہین ہی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ غیب سے مراد وہ چیز ہی کہ حواس ظاہری اور باطنی سے پوشیدہ ہو اور اوسکے اسباب و علامات بھی عقل و فکر مین نہ آوین تا عقل اوسکو بداہۃً یا استدلالاً معلوم کرے جیسا کہ **تفسیر بیضاوی** مین لکھا ہی والمراد بہ الخفی الذی لا یدرکہ الحس ولا یقتضیہ بداھۃ العقل الخ اور **تفسیر عزیزی** مین لکھا ہی غیب نام چیزیست کہ از ادراک حواس ظاہرہ

وباطنہ غائب باشد نہ حاضر تا بمشاہدہ ووجدان دریافت شود الخ اور علمِ غیب
مذکور یعنے جاننا اوسکا دو طرح پر ہو ایک استقلالی دوسرا غیر استقلالی۔ اول
خاص صفت ذات الٰہی اور ثانی صفت ذات حضرت رسالت پناہی اور مطلق
فیمابین ہردو مشترک جسطرح اول کا اطلاق ثانی یعنے ذات رسالت پناہی پر
جایز نہین اسیطرح ثانی کا اول یعنے ذات الٰہی پر جایز نہین اور مطلق کا اطلاق
دونون پر جایز ہی تو پھر جناب رسالت مآب کا مطلق عالم غیب ہونے کا معتقد
کسطرح کافر ہوا حالانکہ واسطے وجود مطلق کے وجود فرد واحد کافی ہی والا لازم
آتا ہی کہ جناب باری کے بھی مطلق عالم غیب ہونے کا معتقد کافر ہو کیونکہ لازم
آتا ہی کہ جناب باری کا علم غیر استقلالی بھی ہو اور یہ بالاتفاق کفر ہی۔ امر اوّل یعنے
علم غیب صفت خاصہ الٰہی استقلالی ہی نہ غیر استقلالی ثابت ہی بتصریح علماء
دین وتشریح فضلاء معتمدین چنانچہ فرمایا **شرح عقائد** مین بخلاف الخالق
تعالیٰ فانہ لذاتہ لا بسبب من الاسباب اور فرمایا **روض النضیر شرح
جامع الصغیر** مین امام مناوی نے اما قولہ لا یعلمہا فمفسر بانہ لا یعلمہا
احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو انتھیٰ۔ اور فرمایا **امام نووی** نے اپنے
فتاوے مین مسئلہ ما معنی قول اللہ تعالیٰ لا یعلم من فی السموات
والارض الغیب الا اللہ واشباہ ذالک مع انہ قد علم ما فی غد فی معجزات
النبی علیہ صلوات اللہ وسلامہ وفی کرامات الاولیا رضی اللہ عنھم

الجواب

الجواب معناہ لایعلم ذالک استقلالاً الا اللہ واما المعجزات والکرامات فحصلت باعلام اللہ لا استقلالاً۔ انتہی مختصراً۔ اور اس قول نووی کو صاحب فصل الخطاب وغیرہ نے بھی اپنے رسالون مین نقل کیا ہے اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت مین لکھا ہی واز جملہ معجزات باہرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بودن اوست مطلع بر غیوب وخبر دادن بآنچہ حادث خواہد شد از کائنات وعلم غیب اصالۃ مخصوص است بپروردگار تعالیٰ وتقدس کہ علام الغیوب است انتہی۔ اور رسالہ فصل الخطاب مین لکھا ہی بدانکہ علم غیب استقلالاً صفت خاصہ عالم غیب است تعالیٰ وتقدس ۱۲ حاصل ان عبارتون کا یہ ہی کہ علم غیب بالذات اور استقلالاً اور اصالۃ خاص واسطے اللہ ہی کے ہی غیر کو نہین اور سوال کیا کسی نے کہ اللہ فرماتا ہی آسمان اور زمین مین سوا اللہ کے اور کوئی غیب نہین جانتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اولیاؤن سے معجزۃً وکرامۃً علم غیب واقع ہوا ہی اسمین تطبیق کیا ہی تو جواب دیا کہ علم غیب باستقلال سوا اللہ کے کوئی نہین جانتا اور انبیا اور اولیا کا علم غیب استقلالی نہین **فائدہ** بیچ بیان معنی استقلال اور بالذات اور اصالت کے ۱۲۔ استقلالاً اور بالذات اور اصالۃً ان تینون لفظون کے ایک ہی معنی ہین یعنے جو علم بلا توسط اسباب ہو کسی کا تبلایا سکھایا ہوا نہو اور جو ایسا نہو وہ غیر استقلالی ہی اور نجدی نے کتاب التوحید مین لکھا

ہی وما یتفوہ بہ عقلاء مشرکی زماننا بان المراد نفی العلم والدرایۃ التفصیلیۃ المستقلۃ
ولانہ عیہ لانفی العلم باعلام اللہ الذی ندعیہ الی قولہ فھو ابتداع فی الدین انتھی
علماء مکہ معظمہ جزاہم اللہ خیر انے اوسکے رد مین لکھا ہی ما قال النجدی فی المعنی
المراد ونقلہ فھو حق وھدایۃ من السلف والسواد الاعظم ویجب القول بہ دفعا
للتعارض ولکن لما کان حقا لامرد لہ ولم یھتد لتسلیم الحق عبر عنہ بھفوۃ عقلاء
مشرکی زمانہ لعنۃ اللہ علیہ یسمی ماصح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ھفوۃ وابتداعا فی الدین الم یسمع انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم علم الاولین
والآخرین۔ انتھی۔ خلاصہ اس عبارت کا یہ ہی کہ جب کہا نجدی نے یہ جو کہتے
ہین اس زمانہ کے عقلمند مشرک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علمِ غیب
تفصیلی استقلالی نہین ہی اور غیر استقلالی ہی سو بدعت ہی دین مین تو کہا
اوسکے جواب مین علماء اسلام نے یہ جو کہا اور نقل کیا نجدی نے کہ علم غیب
خاصۂ الٰہی استقلالی ہی سو حق ہی اور ہدایت ہی سلف اور سواد اعظم سے اور
یہ بات واجب التسلیم ہی تا تعارض آیات اور احادیث دور ہو مگر جبکہ یہ بات حق
تھی کسیطرح رد نہین ہو سکتی اور اوسکے تسلیم کی ہدایت نہ پائی کہدیا کہ اس زمانہ
کے مشرک ایسا کہتے ہین لعنت اللہ کی اوسپر کہ حق بات کو جو صحیح حدیثون سے
ثابت ہی لغو اور بدعت نام رکھتا ہی کیا نہین سُنا اوسنے کہ تحقیق نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو معلوم تھا علم اولین اور آخرین کا انتھی ان نقول منقولہ صحیحہ صریحہ

سے ثابت ہوا کہ علم غیب خاصۂ الٰہی استقلالی ہے اور یہ مذہب سلف اور سواد اعظم ہے اور تسلیم کرنا اوسکا واجب اور منکر اوسکا مردود و مطرود ہے۔ اب جاننا چاہیے کہ امر ثانی اور ثالث یعنے ہونا علم غیب غیر استقلالی کا صفات کمال حضرت رسالت پناہی سے اور ہونا مطلق کا مشترک فیما بین ہر دو اولاً ثابت ہے ساتھ نصوص قرآنیہ کے اوسمین سے ہے قول باریتعالیٰ کا عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اور قول اللہ تعالیٰ کا ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ان دونون آیتون کی تفسیر مین تفسیر کبیر مین لکھا ہے یعنی انہ لا یطلع علی الغیب الا المرتضی الذی یکون رسولا ۱۲ ای ولکن اللہ یصطفی من رسلہ من یشاء فخصہم باعلامہم اور تفسیر مدارک مین لکھا ہے الا رسولا قد ارتضاہ فانہ یطلعہ علی غیبہ ما شاء فیعلم ذلک من جہۃ اخبار اللہ لا من نفسہ انتہی مختصرًا اور تفسیر روح البیان مین لکھا ہے ای الا رسولا ارتضاہ واختارہ لاظہارہ علی بعض غیوبہ وقال ابن الشیخ انہ تعالیٰ لا یطلع علی الغیب الذی یختص بہ علمہ الا المرتضی الذی یکون رسولا اور تفسیر حسینی مین لکھا ہے پس آشکارا نسازد و مطلع نگرداند بر غیبیکہ مخصوص است بعلم او تعالیٰ یکی را مگر آنرا پسندد از فرستادہ خود کہ او را بر بعض ازان اطلاع دہد تا معجزہ او بود مراد ازین رسول محمد است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تفسیر عزیزی مین لکھا ہے یعنی پس مطلع نمیکند بر غیب

خاص خود ہیچکس را بوجہیکہ رفع تلبس واشتباہ و خطا کلی در ان اطلاع
حاصل شود مگر کسی را کہ پسند میکند و آنکس رسول باشد خواہ از جنس ملک
وخواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اظہار بر بعض
غیوب خاصہ خود میفرماید انتہی اختصارا۔ علی ہذا القیاس اور بہت سی تفسیرون
مین لکھا ہی بخوف طوالت کہ مورث ملالت ہی اسیقدر پر اکتفا کیگئی حاصل
ان اقوال مفسرین کا دونون آیتون مذکور کی تفسیر مین یہ ہی کہ اللہ نہین خبردار
کرتا ہی اپنے غیب خاص پر مگر جسکو پسند کرتا ہی رسول سے یعنے رسول کو مطلع
کردیتا ہی اپنے غیب خاص پر جتنا چاہتا ہی اوسطرح پر کہ اوسمین کسیطرح کا شک
وشبہ اور احتمال خطا باقی نہین رہتا اور اسطرح کی اطلاع کو اظہار شخص بر غیب
کہتے ہین اور مراد رسول سے آیت شریف مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین
فقط یا اور پیغمبر بھی اور یہ علم غیب پیغمبر کو با علام الٰہی حاصل ہوتا ہی نہ بذات
خود انتہی۔ ساتھ اس تفسیر و بیان مفسرین کے ثابت ہوا کہ یہ دونون آیتین
دلالت کرتی ہین اس بات پر کہ حضرت رسالت پناہی کو علم غیب مخصوص
باعلام اللہ حاصل ہی اور یہ علم غیر استقلالی ہی تو پھر اپنا مقصود ثابت ہوا کہ علم
غیب غیر استقلالی صفات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی اور
مطلق فیما بین ہر دو مشترک ہی دلالت کرتا ہی اسپر قاعدہ مذکورہ کہ مقسم اپنے
اقسام اور جنس اپنے انواع مین داخل اور مشترک رہتی ہی اور ثنا بنائے ثابت کے

ساتھ احادیث صحیحہ کے چنانچہ **شفاء قاضی عیاض** مین لکھا ہو عن
حذیفۃ قال قام فینا مقاما فما ترک شیئا الی قیام الساعۃ الاحدثہ الخ اور اسی
شفاء مذکور مین ہو قال ابو ذر لقد ترکنا رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ومایحرک الطائر جناحیہ فی السماء الا ذکرنا منہ علما انتھی اور **ملا علی قاری**
نے **شرح شفاء** مین لکھا ہو ولفظ مسلم عن ثوبان ان اللہ زوی لی الارض فرائیت
مشارقہا ومغاربہا ای جمعہا لی حتی طلعت علی ما فیہا جمیعہا انتھی مختصرا اور
مواہب لدنیہ مین لکھا ہو اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی
یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ خلاصہ ان احادیث کا یہ ہو کہ ابو حذیفہ نے
فرمایا کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہہ مین پس
بیان کیا سب جو قیامت تک ہونیوالا ہو کچھ اوسمین سے چھوڑا نہین اور ابوذر رض
نے کہا کہ بیان کر گئے واسطے ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرندے
کا پر مارنا آسمان مین علم اجمالی یا تفصیلی **ف** شارح مواہب نے کہا
معنی اسکی یہ ہین کوئی چیز ایسی نہین چھوڑی کہ جسکا بیان نہین کیا ۱۲ اور مسلم نے
ثوبان سے روایت کی کہ جمع کئی گئی واسطے میرے زمین مشرق سے مغرب
تک یہان تک کہ جو کچھہ اوسمین ہو اوس سب پر مطلع ہوا مین اور طبرانی نے ابن
عمر سے روایت کی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ

نے اوٹھایا میرے واسطے دنیا کو سو دیکھتا ہون مین طرف اوسکے اور جو
اوسمین ہونیوالا ہی قیامت تک گویا کہ دیکھتا ہون مین طرف اس میری ہتیلی
ہاتھہ کی انتہی۔ اسکے سوا اور حدیثین بہت ہین جو حضرتؐ کے علم غیب پر عموماً
یا خصوصاً دلالت کرتی ہین مگر بخوف طول کہ باعث ملال خاطر ناظرین ہی سب کو
نقل نہین کیا جسکا جی چاہے بالاستیعاب دیکھنے کا تو مطالعہ کرے کتب احادیث
وسیر کا سب حال بخوبی منکشف ہوجائیگا اور ثالثاً ثابت ہی باتفاق اقوال ائمہ
امت محمدیہ شرح مقاصد مین لکھا ہی اما اظہار المعجزات فلانہ اتی بالقرآن
واخبر بالمغیبات الخ اور شفاء قاضی عیاض مین لکھا ہی ومن ذلک
مااطلع علیہ من الغیوب ومایکون والاحادیث فی ہذا الباب بحر لایدرک
قعرہ ولاینزف غمرہ وہذہ المعجزۃ من جملۃ معجزاتہ المعلومۃ علی القطع الواصل
الینا خبرہا علی التواتر لکثرۃ رواتہا واتفاق معانیہا علی الاطلاع علی الغیب الخ
اور شرح خفاجی مین لکھا ہی وہذا لاینافی الآیات الدالۃ علی انہ لایعلم الغیب
الا اللہ تعالیٰ فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ
تعالیٰ فامر متحقق بقولہ تعالیٰ فلایظہر علی غیبہ احداً الخ اور اسیطرح ہی زرقانی شرح مواہب کی اور انموذج اللبیب مین جلال الدین سیوطی
نے لکھا ہو واوتی علم کل شئ الا الخمس التی فی آیۃ ان اللہ عندہ علم الساعۃ
وقیل انہ اوتیہا وامر بکتمہا انتہی اور ابن حجر نے منح مکیہ شرح منظومہ مین

قرآن مین اپنے ساتھہ خاص کیا ہو مگر غیرون سے چھپانے کا حکم تھا اور رد نجدی مین علماء مکہ معظمہ رحمہم اللہ نے لکھا ہو الم تسمع ما فی حدیث ابن اخطب و ابن حذیفة رض فی الصحیح انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخبرنا ہو کاین الی یوم القیامة وفی الشفاء وبحسب عقلہ کانت معارفہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی سائر ما اعلمہ اللہ واطلعہ علیہ من علم ما یکون وما کان وعجائب قدرتہ وعظیم ملکوتہ قال اللہ تعالی علمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما ؁ حارت العقول فی تقدیر فضلہ وخرست الالسن دون وصفہ انتہی - ترجمہ کیا نہین سنا تونے جو حدیث ابن اخطب و ابن حذیفہ مین ہی صحیح مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اوسکی جو ہونیوالا ہی قیامت تک اور شفا مین ہے کہ جیسی آپ کی عقل تھی ویسی ہی معلومات تھی کہ اللہ تعالی نے انکو علم دیا ما یکون وما کان کا اور اپنے عجائب قدرت کا اور عظیم ملکوت کا حیران ہین عقلین اللہ کے فضل کی اندازہ کرنے مین بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور زبانین گونگی ہین اوسکے بیان مین کہا اللہ تعالی نے علمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما ؁ اس تقریر فقیر سے بشہادت آیات واحادیث واقوال ائمہ دین بنظر انصاف بخوبی ثابت ہوگیا کہ حضرت رسالت پناہی کو علم غیب بواسطہ اعلام الہی حاصل ہی اور مخصوص ساتھہ اللہ کے علم استقلالی ہی اب باقی رہے یہان پر چند سوال جواب طلب اوسکا بھی لکھدینا ضرور ہی تا معاند مین

لکھاہی وسع العالمین علما علما تمیزاہی وسع علمہ العالمین الانس و الملائکۃ والجن لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلم علم الاولین والآخرین ماکان منہ ومایکون کا مرّ انتہی اور اسی منح مین لکھاہی ولان اکثر علوم نبینا تتعلق بالمغیبات بدلیل فعلمت علم الاولین والآخرین فی الحدیث الصحیح المشہور انتہی مختصرا اور مدارج سے پہلے گذر چکا کہ از جملہ معجزات باہرہ صلی اللہ علیہ وسلم بودن او ست مطلع بر غیب و خبر دادن بآنچہ حادث خواہد شد از کائنات اور مواہب اللدنیہ مین لکھاہی ولا شک ان اللہ اطلعہ علی ازید من ذلك والقی الیہ علم الاولین والآخرین اور علامہ شیخ ابراہیم بیجوری نے شرح قصیدہ بردہ مین لکھاہی والمراد بعلومہ صلی اللہ علیہ وسلم المعلومات التی اطلعہ اللہ علیہا فانہ تعالیٰ اطلعہ علی علوم الاولین والآخرین وانہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یخرج من الدنیا الا بعد ما اعلمہ اللہ تعالیٰ بہذہ الامور انتہی خلاصہ ان عبارتون کا یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیب دانی ایک دریای عمیق عظیم الشان ہی جسکی تہا نہین ملتی ہی اور یہ امر قطعی بتواتر ثابت ہی جسمین کسیطرح کا شک و شبہہ نہین اور جو آیتین دلالت کرتی ہین نفی علم غیب پر غیر اللہ سے اوس سے مراد علم بیواسطہ یعنے استقلالی ہی اما بواسطہ اعلام الہی پس امر محقق ثابت ہی اور دئے گئے آپ علم ہر شی کا جو عالم مین ہی علم اگلون کا اور پچھلون کا جو اوسمین ہوا اور ہوگا یہان تک کہ کہا بعض نے دیا گیا آپ کو علم اون پانچ چیز کا بھی جنکا علم اللہ نے

کو جای کلام باقی نرہے **سوال** پہلا تمنے کہا کہ مطلق فیما بین ہر دو مشترک
ہے اور تفسیر عزیزی مین لکھاہی کہ مطلق خاص واسطے اللہ کے ہی چنانچہ فرمایا وآنچہ
نسبت بہمہ مخلوقات غائب است غیب مطلق است مثل آمدن قیامت و احکام
کو ینیہ الی قولہ واین قسم غیب راغیب خاص او تعالیٰ شانہ نامند انتہی مختصراً تو
تمہارا قول مخالف ہے تفسیر عزیزی کی اور صاحب تفسیر عزیزی بڑی عالم مفسر
محدث تھے **جواب** اولاً یہ کہ تفسیر مذکور مین مطلق صفت غیب کی ہی اور ہمارے
قول مین علم کی وبینہما بون بین اور ثانیاً یہ کہ تفسیر مذکور مین مطلق مقابلہ مین
اضافی کے ہی چنانچہ عبارت مذکورہ سوال کے ذرا پہلے فرمایا و این غیب مختلف
میباشد پیش کور مادرزاد عالم الوان غیب است الی ان قال ولہذا این قسم را
غیب اضافی گویند اور ہمارے قول مین مقابلہ مقید کے یعنی استقلالی او رغیر
استقلالی وشتان بینہما اور ثالثاً فرض کیا کہ علم مطلق دونون ایک ہین مگر مدعا
ثابت ہی اسواسطے کہ اوسی تفسیر عزیزی سے متاءل پر اشتراک مطلق کا پورہ
ظاہر ہی کیونکہ اوسمین لکھا ہی۔ مطلع نمیکند بر غیب خاص مگر کسی را کہ پسند
میکند و آنکس رسول باشد انتہی مختصراً۔ اس عبارت سے بقاعدہ استثنا ظاہر
ہی کہ اپنے غیب خاص پر کہ مطلق ہی رسول کو مطلع کرتا ہے اور یہی معنی اشتراک
کے ہین **سوال** دوسرا تفسیر عزیزی سے معلوم ہوتا ہی کہ غیب دو طرح
پر ہی اضافی اور مطلق اور خاصہ الٰہی علم غیب مطلق ہی نہ اضافی اور تمہارے

کلام سے مفہوم ہوتا ہو کہ علم استقلالی مطلقاً غیب مطلق کا ہو یا اضافی کا خاصہ
الٰہی ہو تو مابین کلامین ظاہراً تنافی ہو جواب ہان علم استقلالی مطلقاً خاصہ
الٰہی ہو اور مابین کلامین تنافی نہین ہو اسواسطے کہ تفسیر عزیزی مین جو علم غیب
مطلق کو خاص ساتھ اللہ کے کیا ہو سو اس اعتبار سے کہ سوا رسول کے بالذات
اور کسی کو اوسپر مطلع نہین کیا بخلاف اضافی کے کہ اور مخلوق بھی اسمین شامل
ہو بعض کو بعض اشیا کا علم ویا بعض کو نہین نہ یہ کہ غیب اضافی کا مطلقاً
استقلالی ہو یا غیر استقلالی غیر اللہ کو حاصل ہو دیکھو علم عالم الوان جسکو شامل
مین غیب اضافی کے تفسیر مذکور مین لکھا ہو بصیر کو بواسطہ بصارت حاصل
ہے اور علم حاصل بالواسطہ علم غیر استقلالی ہو کما مر تو پھر معلوم ہوا کہ علم
استقلالی مطلقاً سوا اللہ کے اور کسی کو بالاتفاق حاصل نہین اور شواہد اسکے
پہلے گذر چکے فتذکر سوال تیسرا تمنے کہا کہ اطلاق مطلق کا دونون پر
جایز ہو معنے اسکے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی علم غیب ہے
اور پروردگار عالم کو بھی تو حضرت مانند اللہ کے عالم غیب ہوئے اور یہ شرک ہو
جواب اولاً نام یا صفت مین شریک ہونا شرعاً شرک نہین ہو شرح عقاید
مین لکھا ہو الاشراك هو اثبات الشريك في الالوهية بمعنى واجب الوجود
كالمجوس او بمعنى استحقاق العبادة كالعبدة الاصنام انتهى اور رد وہابی نجدی
مین علماء مکہ معظمہ نے فرمایا ہو فهذا الشرك وركنه هو اعتقاد تعدد

الالٰہ کما ان التوحید اعتقاد وحدۃ الالٰہ انتہی - یعنے مدار اور رکن شرک کا
اعتقاد کرنا ہو الٰہ متعددہ کا مانند اعتقاد مجوس اور بت پرستون کے اور توحید
اعتقاد کرنا ہو اللہ کی وحدانیت کا اور ثانیاً لفظ مانند اللہ کا سوال مین زیادہ
ہی ہمارے کلام سے اتنا ہی ثابت ہوتا ہو کہ حضرتؐ کو علم غیب ہے یعنے غیر استقلالی
باعلام الٰہی تو ساتھ اس علم کے بدلائل مذکورہ عالم غیب ہوئے تو پھر آپ کا علم
مانند اللہ کے کہان ہوا اور ثالثاً حضرتؐ کا نام رؤف و رحیم اور غفور و علیم ہے
جیساکہ مدارج النبوۃ وغیرہ مین لکھا ہو اور یہ نام اللہ کے بھی ہین تو بحسب زعم
سائل چاہئے کہ یہ بھی شرک ہو حالانکہ آپ کا رؤف و رحیم ہونا قرآن سے ثابت
ہو اگر کہو کہ آنحضرتؐ کی نسبت ان نامون کے اور معنے ہین اور اللہ کی نسبت
اور معنے جیساکہ در مختار مین لکھا ہو وجاز التسمیۃ بعلی ورشید وغیرہما
من الاسماء المشترکۃ ویراد فی حقنا غیر مایراد فی حق اللہ تو ہم کہینگے علم غیب
کے بھی حضرت کی نسبت اور معنے اور اللہ کی نسبت اور معنی رابعاً احادیث صحیحہ
مین وارد ہوا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہؓ کرام سے کبھی کسی بات
کا استفسار کرتے اور اونکو نہ معلوم ہوتی تو کہتے اللہ ورسولہ اعلم یعنے اعلمیت
مین اللہ اور رسول کو شریک کرتے تو بحسب زعم سائل بہت سے صحابۂؓ کرام
مشرک بنجائینگے والعیاذ باللہ **فائدہ** وہابیہ کے نزدیک باوجود اقرار
کلمۂ توحید کے بقصد تعظیم پیر پیغمبر کو یا اونکی قبر کو سجدہ کرنا یا بوسہ دینا یا ہاتھ باندھکر

کھڑے رہنا یا وہان دور سے قصد کر کر جانا یا دور سے اونکو پکارنا وغیرہ جو اس قسم کے افعال ہون شرک ہین اور فاعل اوسکا مشرک چنانچہ یہ تقویۃ الایمان وغیرہ مین بتصریح موجود ہی اور اہل سنت کے نزدیک مشرک اوسی کو کہتے ہین جو تعدد خدا کا قایل ہو اور اوسکی وحدانیت کا منکر اور فاعل افعال اگرچہ محرمہ ہون شرعًا مشرک نہین جیسا کہ شرح مقاصد مین لکھا ہی قد ظہر ان الکافر اسم لمن لا ایمان له فان اظہر الایمان خص باسم المنافق وان اظہر الکفر بعد الاسلام خص باسم المرتد لرجوعه عن الاسلام وان قال بالهين او اکثر خص باسم المشرك لاثباته الشريك فى الالوهية وان كان متدينا ببعض الاديان والكتب المنسوخة خص باسم الكتابى كاليهودي والنصرانى وان كان يقول بقدم الدهر واسناد الحوادث خص باسم الدهري الخ یعنے کافر نام بے ایمان کا ہی پس اگر ایمان ظاہر کرے اور کفر چھپاوے تو اوسکا نام منافق ہی اور اگر کفر ظاہر کرے بعد اسلام کے تو اوسکا نام مرتد ہے اور اگر دو خدا یا زیادہ کا معتقد ہو تو اوسکا نام مشرک ہی اور اگر دین اور کتاب منسوخ پر چلتا ہو تو اوسکا نام کتابی ہی جیسے یہودی اور نصرانی اور قدم زمانے کا قائل اور حوادث کو اوسکی طرف منسوب کرتا ہی تو اوسکا نام دہری ہے الخ

سوال چوتھا تمنے کہا کہ اطلاق مطلق کا دونون پر جایز ہی اور بعض علما نے لکھا ہو کہ اطلاق علم غیب مطلق کا بغیر قید بعض کے غیر اللہ کے کفر ہے۔

جواب اولاً یہ کہ اطلاق مطلق کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بغیر قید بعض کے ایمۂ دین کی عبارات منقولہ مین پہلے گذر چکا اگر کفر ہوتا تو وہ کیون اطلاق کرتے **ثانیاً** صحیح اور راجح یہ ہی کہ اطلاق مطلق کا غیر اللہ پر جایز ہی جیسا کہ ابن حجر سے جواب مین قولہ قال قاضی خان کے آیندہ انشاء اللہ تعالی نقل کیا جائیگا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بدرجۂ اولی اطلاق اوسکا جایز ہوگا اور قول مرجوح مقابل راجح کے مردود و بے اعتبار ہی اور **ثالثاً** وضع مسئلے کی غیر نبی مین ہی جیسا کہ معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالی تو پھر اطلاق علم غیب مطلق کا بغیر قید بعض کے اگر غیر نبی پر کفر بھی ہو تو بھی لازم نہین آتا کہ اطلاق اوسکا نبی پر بھی کفر ہو۔ **سوال پانچوان** تسلیم کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب باعلام الٰہی حاصل تھا مگر اونکو عالم غیب کہنا تو کہین ثابت نہین نہ احادیث مین نہ آیات مین نہ اقوال سلف مین **جواب اولاً** یہ کہنا ایسا ہی جیسا کوئی کہے کہ زید کو علم تو بیشک بہت ہی مگر اوسکو عالم نہ کہنا چاہیے کیونکہ کسی سے اوسکو عالم کہتے نہین سنا و بطلان ذلک غنی عن البیان **ثانیاً** حضرت کا اظہار علی الغیب نص قرآن سے ثابت ہی تو آپ کی صفت مظہر علی الغیب ہوئی باوجودیکہ آیات و احادیث وغیرہ مین بعینہ اطلاق اوسکا آپ کی ذات پر پایا نہین جاتا تو چاہیے کہ جایز نہو حالانکہ مخالف نص قرآن ہو اگر سائل کہے کہ اگر کہنا جایز ہی تو

کیون سلف نے یہ کہا و الّا منقول ہوتا تو ہم کہینگے ہر جایز کا وجود سلف
مین بلکہ فی زماننا بھی ضرور نہین بہت سے جائزات سلف مین ظہور مین
نہ آئے اور پھر ظہور پائے چنانچہ کتب فقہ وغیرہ کے مطالعہ سے یہ سب ظاہر
ہو اور عدم اطلاع بر نقل مستلزم عدم نقل نہین اور بر تقدیر تسلیم عدم نقل
مستلزم عدم قول نہین اور بر تقدیر تسلیم عدم قول مستلزم عدم جواز نہین
قال فی التلویح عدم القول لیس قولا بالعدم انتہی مختصرا تو پھر جس امر کے
جواز کی دلیل شرعی پائی جاوے وہ امر جایز ہو گو بعینہ سلف سے منقول نہو۔
سوال چھٹا اگرچہ عالم غیب کا اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
جایز ہو مگر احتیاطاً نہ کہنا چاہئے تا عوام گمان نکرین کہ آپ بھی مانند اللہ کے
عالم الغیب ہین اور اسمین بعض کے اختلاف سے بھی رہائی ہو جواب
احتیاط کا مضایقہ نہین مگر اگر کسی نے کہا تو اوسکو کافر بھی نہ کہنا چاہئے جیساکہ
مذہب مجیب ہے ساتھہ اسکے ہمارا مقصود یہ نہین ہو کہ لوگ آپ کو ہمیشہ عالم الغیب
کہا کرین بلکہ مقصود یہ ہو کہ آپ کے واسطے علم غیب بوجہ مذکور ثابت ہو قطعاً و یقیناً
جو اس سے انکار کریگا وہ مکذب قرآن ہو اور مکذب قرآن کافر ہو۔ کما لایخفی اور
علم غیب بطریق مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات کمال سے
ہو اوسکے نفی کرنے مین آپ کی تحقیر شان ہو اور محقر شان آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بھی کافر ہو جیساکہ شفا مین لکھا ہو مما ھو فی حقہ علیہ الصلوٰۃ

والسلام نقیصۃ مثل ان یغض من رتبتہ او شرف نسبہ او وفور علمہ و
ان ظھر بدلیل حالہ انہ لم یعمد ذمہ ولم یقصد سبہ فحکمہ القتل دون تلعثم
ای توقف اذ لایعذر احد فی الکفر بالجھالۃ انتھی مختصرا حاصل اسکا یہ ہو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے رتبہ یا شرف نسب یا زیادت علم سے کم کرنا نقصان شان
ہو اور منقص شان حضرت اگرچہ قصد مذمت اور سب کا نکرے تو بھی حکم اوسکا کفر
و قتل ہو بے درنگ انتھی۔ اس سے زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی جسکو دیکھنا منظور
ہو وہ شفای قاضی عیاض مین دیکھلے شفار کلی حاصل ہو جاویگی فقط اس مختصر
مین زیادہ کی گنجایش نہین **فائدہ** عقیدہ وہابیہ کا یہ ہو کہ معجزۂ غیب دانی
واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگرچہ باعلام الہٰی ہو نہ بالذات کفر
ہو اور عقیدہ اہل سنت کا یہ ہو کہ علم غیب بالذات خاص واسطے اللہ کے ہی غیر
خدا کے واسطے اوسکا ثابت کرنا کفر ہو اور بتعلیم علام الغیوب حضرت رسول محبوب
کو علم ماکان و مایکون کا حاصل ہو کما مر۔ **سوال ساتوان** تمنے لکھا کہ علم
غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مطلقاً انکار کرے وہ کافر ہو اور فقہا
کے قول مین علم غیب کا انکار غیر اللہ سے مطلقاً پایا جاتا ہو **جواب** جہان
کہین قول فقہا مین انکار علم غیب کا غیر اللہ سے مطلقاً پایا جاوے اوس سے
مراد مقید ہو یعنے علم غیب بیواسطہ اعلام الہٰی **علامہ شامی** نے **ردالمحتار**
حاشیہ درمختار مین لکھا ہو واما ما وقع لبعض الخواص کالانبیاء والاولیاء

بالوحی والالہام فھو باعلام من اللہ تعالیٰ فلیس مما نحن فیہ الخ معنے اسکے یہ
ہین کہ علم غیب انبیا اور اولیا کا جو بطریق وحی والہام باعلام اللہ حاصل ہوا وہمین
ہمارا کلام نہین **سوال آٹھوان** قبول کیا کہ آپ کو علم غیب باعلام اللہ
تھا اگر حین حیات مین یہ کہان سے ثابت ہوا کہ بعد وفات کے بھی آپ کا علم
ویسا ہی باقی ہو تمھارے عبارات منقولہ سے تو یہ ثابت نہین ہوتا ہے۔
جواب اولاً حدیث صحیح مین آیا ہو علمی فی حیاتی کعلمی فی مماتی یعنے علم میرا
زندگی اور موت مین برابر ہو اس حدیث کو سیرت محمدیہ وغیرہ مین بالاسناد بیان
کیا ہو اور ثانیاً حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف مین بوجوہ کثیرہ
ثابت ہو جسکے ذکر مین طول ہو ابن حجر اور محدث دہلوی اور قاضی عیاض وغیرہم
نے اپنی اپنی کتابون مین بہ تفصیل لکھا ہو جسکا جی چاہے دیکھلے تو پھر آپکی
موت وحیات برابر ہو جو صفات کمال آپ کے حین حیات مین تھین اب بھی
سب باقی ہین بلا تفاوت موت آپ کے فقط نقل کرنا ہی اس جہان سے طرف
اوس جہان کے مواہب اللدنیہ مین بیان انبیا مین لکھا ہو اما الادراکات کالعلم
والسماع فلا شك ان ذلك ثابت لھم بل لسائر الموتی الخ ترجمہ مشکات
شریف مین لکھا ہو حیات انبیا متفق علیہ است ہیچکس را در وخلافی نیست
حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ روحانی معنوی الخ جامع البرکات مین عام
مومنین کے حال مین لکھا ہو موت عدم محض نیست چنانچہ دہریان وطبعیان

میگو یند بلکہ انتقالی است از حالی بحالی واز واری بداری انتہی سوال نوان تفسیر روح البیان وغیرہ کے عبارت منقولہ مین جو قید بعض غیب کی مذکور ہو اس سے معلوم ہوتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم بعض اشیا کا جو غیرون سے غائب ہین دیا ہو نہ کل اشیا کا اور اسطرح کا علم بعض اشیا کا جو بہ نسبت ایک یا دو شخص کے مثلاً غائب ہین ہر شخص کو افراد انسان سے حاصل ہو تو پھر خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باقی نرہی جواب اولاً یہ ہو کہ اورون کا علم غیب اضافی کا ہو اور وہ خواص الٰہی سے نہین ہو اور حضرت کا علم غیب مطلق مین سے ہو جو خصائص ذات باری سے ہو چنانچہ آیہ فلا یظہر اور سوال اول کے تحت مین تفسیر عزیزی مین سے نقل کیا گیا اور ثانیاً حضرت کا علم غیب بہ نسبت اللہ کے بعض ہو والا فی نفسہ ایک بحر عمیق ناپیدا کنار ہو جیسا کہ شفا سے منقول ہوا صاحب قصیدہ بردہ فرماتے ہین ومن علومك علم اللوح والقلم یعنے آپ کے بعض علوم سے علم لوح و قلم ہو اور لوح محفوظ مین جو کچھ قیامت تک ہونیوالا ہو سب لکھا گیا ہو چنانچہ شارح قصیدہ علامہ شیخ بیجوری لکھتے ہین لان القلم انما کتب فی اللوح ماھو کاین الی یوم القیامۃ اور جب تمام لوح محفوظ کا علم آپ کا بعض علم ہوا تو پھر کل علم کا خیال کرنا چاہئے کہ کتنا ہوگا فصل الخطاب مین مولانا جامی قدس سرہ السامی سے تحت مین حدیث

فعلمت علم الاولین والآخرین کے نقل کیا ہے فان ما یعلمہ الاولون والآخرون
امو خاص بالنسبۃ الی معلومات الحق سبحانہ اھ یعنی علم اولین وآخرین بہ نسبت
معلومات الٰہی کے ایک امر جزئی خاص ہے نہ فی نفسہ تو پھر خصوصیت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی کماینبغی باقی رہی **قولہ** اور ہر مقام میں حاضر وناظر ہے **اقول** بعون
اللہ وعنایتہ باستقلال البتہ خاص صفت اللہ کی ہے والا باعلام اللہ واقدارہ
بعض خواص بارگاہ الٰہ کو یہ نظر واطلاع خصوصاً عالم برزخ میں حاصل ہے
حدیث کا تما انظر الی کفی ھذہ پہلے ہم پیش نظر کر چکے ہیں اور **ملا علی قاری**
علیہ رحمۃ الباری نے **مرقاۃ** میں لکھا ہے قال القاضی فی ذلک ان النفوس الزکیۃ
القدسیۃ اذا تجردت من العلایق البدنیۃ عرجت واتصلت بالملاء الاعلیٰ
ولم یبق لھا حجاب فتری الکل کالمشاھد بنفسھا او باخبار الملک وفیہ سر
یطلع علیہ من تیسر لہ انتھی اور **تفسیر عزیزی** میں لکھا ہے روح راقرب
وبعد مکانی مانع این دریافت نمیشود ومثال آن در وجود انسان روح بصریست
کہ ستارہای ہفت آسمان را درون چاہ میتوان دید انتھی اور **علمای مکہ**
معظمہ نے **رد نجدی** میں لکھا ہے ھذہ الایات فی حق الاصنام فجعلھا
نصا فی حق من یعرض علیہ اعمال امتہ کل یوم غدوۃ وعشیۃ فیعرفھم
بسیماھم واعمالھم ویستغفر لھم ویرد سلام کل من سلم علیہ ولو کانوا فی کل
لمحۃ اکثر من الف الف ویبلغہ صلوۃ المصلین حیث کانوا فی مشارق الارض

ونغار بہا کفر صریح والحاد قبیح انتہی اور **تفسیر عزیزی** لکھا ہو کہ ہر نبی را
بر اعمال امتیان خود مطلع میسازند کہ فلانی امروز چنین میکند و فلانی چنان
تا روز قیامت ادای شہادت تواند کرد انتہی اور **مولانا جامی** قدس سرہ
السامی نے **نفحات الانس** مین علاؤ الدولہ سمنانی سے نقل کیا ہے۔
ارواح را حجاب نیست وہمہ جہان او را یکیست اھ اور **علمای مکہ معظمہ**
نے دوسری جاءے پر **رد نجدی** مین لکھا ہو اسمع ایہا الجاھل ان اعتقاد
اطلاع احد فی البرزخ علی تمام العالم الترابی ایضا لیس غیبا مطلقا و خاصا
بہ سبحانہ بل ھو غیب اضافی الم تسمع قولہ صلی اللہ علیہ وسلم صلو علی
فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم انظر الی ماقال العلماء فی شرحہ الخ اور **ابن**
حجر نے **جوہر منظم** مین لکھا ہو حیاتی خیر لکم فاذا مت کانت وفاتی خیر الکم
تعرض علی اعمالکم فان رایت خیرا حمدت اللہ وان رایت غیر ذلک استغفرت
اللہ لکم انتہی **فصل الخطاب** مین **علامہ قیصری** سے نقل کیا ہو
وبکاؤہ علیہ السلام وضجرہ وضیق صدرہ لاینافی ماذکر فانہ بعض
مقتضیات ذاتہ وصفاتہ ولایعزب عن علمہ مثقال ذرۃ فی الارض ولا
فی السماء من حیث مرتبتہ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم
من حیث بشریتہ انتہی خلاصہ ان عبارات کا یہ ہو کہ نفوس قدسیہ جب
مجرد ہوتے ہین علایق بدنیہ سے چڑھ جاتے ہین اور ملجاتے ہین ملاء اعلیٰ

سے اور نہین باقی رہتا ہو واسطے اونکے کوئی پردہ پس دیکھتے ہین تمام عالم
کو مانند مشاہدہ کے بذات خود یا فرشتے کے خبر دینے سے اور اوسمین کچہ بھید ہو
مطلع ہوتا ہو اوسپر جسکو آسان ہوا اور روح کو دوری اور نزدیکی مکان کی مانع
اس دریافت کی نہین ہوتی جیسے انسان سات آسمان کے ستارے کوے
مین دیکھ لیتا ہو اور تمام جہان اوسکو برابر ہو کوئی چیز پردہ نہین عرض کیے
جاتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اونکی تمام امت کے اعمال روز صبح اور
شام پس پہچانتے ہین آپ اونکو اونکی صورتون اور عملون سے اور استغفار
فرماتے ہین امت کے واسطے اور جواب دیتے ہین سب سلام کرنے والونکی
سلام کا اگرچہ ہون ہر لمحہ مین زائد لاکھون سے اور پہونچتے ہین اونکو درود
درود بھیجنے والون کے جہان سے بھیجین مشرق سے یا مغرب سے اور اعتقاد
کسی کے مطلع ہونے کا برزخ مین تمام عالم پھر بھی غیب مطلق جو خاص واسطے
خدا کے ہی نہین ہو بلکہ غیب اضافی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باعتبار
رتبہ کے ایک ذرہ بھر کچھ چھپا نہین ہو گو باعتبار بشریت کے فرمایا ہو تم اپنے
دنیا کے کام خوب جانتے ہو۔ **سوال** حال نظر و اطلاع کا معلوم ہوا کہ باعلام
اللہ و اقدارہ غیر اللہ کو بھی ثابت ہو مگر حال حضور نہ معلوم ہوا کہ یہ بھی غیر اللہ کو
باقدار اللہ ثابت ہو یا نہین **جواب** اگر مراد حضور سے حضور جسمی ہو تو ظاہر ہو
کہ یہ اللہ کے ساتھ خاص نہین بلکہ محال ہو اور اگر مراد حضور علمی ہو تو مرادف

اطلاع ہو اطلاع کا ثبوت عین ثبوت حضور ہے ساتھ اسکے معتقد متقدمین
مولانا مولوی فضل رسول صاحب قدس سرہ نے ملا علی قاری
سے نقل کیا ہو کہ روح آنحضرتؐ کی ہر مسلمان کے مکان مین حاضر ہو قال فیہ قال
ابن دینار فی قولہ تعالی فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم وان لم یکن فی البیت
احد فقل السلام علی النبي ورحمۃ اللہ وبرکاتہ قال القاري لان روحہ علیہ السلام
حاضر فی بیوت اهل الاسلام اھ ترجمہ کہا ابن دینار نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالی
کے فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم اور اگر نہو کوئی گھر مین تو کہہ السلام علی النبی
ورحمت اللہ وبرکاتہ کہا ملا علی قاری نے اسواسطے کہ روح نبی علیہ السلام کی
حاضر ہو گھرون مین مسلمانون کے اور علامہ جلال الدین سیوطی
نے رسالہ انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیا مطبوعہ مطبع جمالی کے صفحہ
پر لکھا ہو جسکا ترجمہ یہ ہو کہ امت کے اعمال کو دیکھنا اور امت کے گناہ کیلئے
استغفار کرنا اور اونکے بلیات دور ہونیکی دعا اللہ تعالی سے مانگنا اور برکت
کے ساتھ اقطار زمین پر آمد رفت کرنا اور اگر کوئی نیک بندہ امتی مرجاوے
اوسکے نماز جنازہ مین تشریف لانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اشغال
شریفہ مین سے ہو عالم برزخ مین چنانچہ اسمین حدیثین اور آثار آئے ہین انتہی
تو اگر آپ محفل میلاد شریف مین تشریف لاوین تو کیا تعجب ہے۔ **قولہ**
وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو الخ **اقول** وھو الملھم للصواب

جواب اسکا اور اوسکے امثال کا نووی وغیرہ سے پہلے گذر چکا یعنے مراد اس آیت سے یہ ہو کہ باستقلال علم غیب سوا اللہ کے اور کسی کو نہین تو پھر باعلام الہی اگر کسی کو علم غیب حاصل ہو تو اوسکی یہ آیت منافی نہین اسیطرح آیت لوکنت اعلم الغیب اور لا اعلم الغیب جنکو مجیب نے اپنے استدلال مین ذکر کیا ہو اور سوائے اسکے اور آیتین اور حدیثین جو غیر اللہ سے نفی علم غیب کی کرتے ہین منافی نہین کیونکہ اونسے بھی نفی علم غیب استقلالی کی مراد ہے شرح مواہب مین لکھا ہو ولا ینافی الآیات الدالة علی انه لا یعلم الغیب الا اللہ ولوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر لان المنفی علمه من غیر واسطة کما افادہ المتن اما اطلاعه علیه باعلام اللہ فمتحقق بقوله الامن ارتضی من رسول الخ اور مطابق اسکے علامہ خفاجی سے پہلے نقل ہو چکا اور رد نجدی مین علماء مکہ معظمہ نے علامہ ماوردی علیہ الرحمہ سے بعد نقل جواب امثال ان آیات کے نقل کیا ہو وانما اطلنا بما ذکرنا لان شرذمة من کفرة الخوارج مع ادعاء الایمان یقعون فیه صلی اللہ علیه واٰله وسلم ویجرؤن بما لا یمکن من المومنین باللہ ورسوله ویحقرون شانه صلی اللہ علیه واٰله وسلم فما للانبیاء والاولیاء وهذه الاٰیة الکریمة من اقوی الاٰت فسادهم بسبب افسادهم فی حملها علی غیر محلها واتباعهم کفرة عهده صلی اللہ علیه واٰله وسلم فی ذٰلك وسرورهم کسرورهم وانکارهم

الآیات المتکاثرۃ والاحادیث المتواترۃ اعاذنا اللہ من شرورہم الخ حاصل اسکا یہ ہو ہمنے جو طول کیا ہو سو اسلیئے کہ ایک گروہ خارجیون کافرون کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے ادبی کرتا ہو کہ مسلمان کا کام نہین اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحقیر کی پھر اور انبیا اور اولیا کا کیا ذکر ہو اور اس کے معنے اگلے کافرون کی طرح بے محل کہکر خوش ہوتے ہین اور بیشمار آیتین حدیثین صاف صریح کو نہین مانتے اللہ اونکے شر سے پناہ مین رکھے انتہی اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص آیات مذکورہ کے ظاہر معنے سمجھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم غیب کی مطلقاً نفی کرتا ہو وہ آپ کی تحقیر کرتا ہو اور وہ خارجیون کافرون کے گروہ مین معدود ہو **قولہ** ان آیات سے ثابت ہو گیا الخ **اقول** ہان ثابت ہو گیا کہ استقلالاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہ تھا نہ یہ کہ مطلقاً آپ کو علم غیب نہ تھا کما مر فیما مر۔ **قولہ** جب حین حیات مین امر **اقول** حین حیات کے علم غیب کا حال تو بخوبی معلوم ہو چکا جسکا انکار مکابرہ ہو تو پھر بعد وفات کے بھی آپ کو علم غیب حاصل ہو کیونکہ آپ کی حیات و موت دونون یکسان ہین جیسا کہ گذرا بلکہ حیات دنیوی سے آپ کی حیات اخروی اشرف و اکمل ہو چنانچہ علامہ علاؤالدین قونوی سے مدارج النبوۃ مین نقل کیا ہو

ما اعتقاد داریم بحیات ایشان نزد پروردگار جل جلالہ بحیاتیکہ اشرف و اکمل است ازین حیات متعارف اھ اور خاص عالم برزخ مین ثبوت علم غیب آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے دلائل بھی گذر چکے حضرت مجیب کو اسمین تامّل کرنا چاہیے تا
تشفیٔ کلّی حاصِل ہو جاوے اور اپنی اس دلیری اور جرأت سے جو جناب نبوی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کر رہے ہین باز آوین اور قول حضرت مجیب پھر
بعد وفات شریف کے کیونکر ہوگا از بس عجیب ہے جس سے یہ مفہوم ہوتا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال علم وادراک مین بعد وفات کے ناقص ہے حین حیات سے
اور جو علم کہ حین حیات مین آپ کو حاصل نہ تھا وہ بعد وفات کے حاصل
نہین ہو سکتا حالانکہ عامہ مومنین بلکہ عامہ کافرین کو باتفاق مسلمین بعد وفات
کے علوم غیر حاصلہ حاصل ہوتے ہین مولانا **عبد العلی بحر العلوم**
کے حاشیہ مین مرقوم ہے اما حصول العلوم الجدیدۃ فی النشاۃ الآخرۃ
فلم ینکرہ احد من المسلمین والمشائین کیف لا والکفرۃ طالم یعلموا الرسالۃ
والجنۃ وبطلان عبادۃ الاصنام وفی النشاءۃ الآخرۃ یعلمون ذالک
عیانا ثم اهل الجنته یتلذون واهل الجحیم ینالون وهذا مما لم ینکرہ
احد من المسلمین ولا یلیق بهم انکارہ لکونه منصوصا بنصوص قطعیة
اھ اور اوس حاشیہ مین ابن عربی سے نقل کیا ہے والعلم لا یتقید بوقت
ولا مکان ولا بنشاۃ ولا بحالۃ ولا بمقام الخ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ جو علم دنیا
مین نہ حاصل ہو اوسکے حاصل ہونے کا آخرت مین مسلمانون اور حکماء
مشائین سے کوئی منکر نہین اور یہ کیسطرح نہو گا حالانکہ تمام کافر رسالت اور

جنت و

جنت اور بطلان پرستش بتون کو نہین جانتے ہین اور آخرت مین بالمشاہدہ
جان لینگے پھر جنتی لذت پائینگے اور دوزخی درد والم اور اسکا کوئی مسلمان
منکر نہین اور اونکو اسکا انکار کرنا لایق بھی نہین کیونکہ ثابت ہو ساتھ آیات و
احادیث قطعیہ کے اہ اور جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور
مین لکھا ہو قال حکیم الترمذی الارواح تجول فی البرزخ فتبصر احوال الدنیا الخ
یعنے روحین سیر کرتی ہین عالم برزخ مین اور دیکھتی ہین احوال دنیا کا اور معلوم
ہو کہ عام روحون کو یہ سیر و رویت حال حیات مین حاصل نہ تھی پھر جب
عامۂ مومنین بلکہ کافرین کو بعد وفات کے بعض امور غیبیہ کا انکشاف ثابت
ہوا اور آنحضرت سرور عالم اکمل افراد بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو علم
ماکان ومایکون کا دنیا مین دیگئی اور حیات اور موت اونکی برابر ہو مطلقاً علم
غیب بعد وفات کے حاصل ہونا ممکن نہو یہ بڑی تعجب کی بات ہو اور غایت
سفاہت اور نہایت سخافت بلکہ کمال بے ادبی اور جرأت بشان حضرت رسالت
علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ اعاذنا اللہ من ذٰلک وسائر المسلمین و رزقنا کمال الادب
بحضرۃ نبیہ الذی امام الانبیاء والمرسلین **قولہ** اسکے لئے بہت دلائل قطعیہ
عقلیہ اور نقلیہ الخ **اقول** اگر یہ اشارہ ہو طرف اسبات کے کہ بعد وفات شریف
کے علم غیب کیونکر حاصل ہوگا تو سراسر غلط خلاف واقع کے ہو کیونکہ ابھی ہم
ذکر کر چکے کہ باتفاق اہل عقل و نقل حصول علوم جدیدہ و انکشاف بعض امور غیبیہ

بنصوص قطعیہ واسطہ عامۂ مومنین بلکہ کافرین کی ثابت ہو پھر بہت دلائل عقلیہ
اور نقلیہ اسکے لئے کہاں سے آئے اور اگر اشارہ اسطرف ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو حین حیات میں علم غیب نہ تھا تو اگر مراد یہ ہو کہ باستقلال نہ تھا
تو مسلم ہی مگر مضر مقصود نہیں اور اگر مراد یہ ہو کہ مطلقاً بالاستقلال وبلا استقلال
کسی بات کا علم غیب حاصل نہ تھا تو اسکا حال تفصیلاً بیان ہو چکا کہ باتفاق
اہل حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حین حیات میں علم ماکان ومایکون
کا حاصل تھا پھر بہت سے دلائل عقلیہ اور نقلیہ شاید حضرت مجیب اپنے جیب
میں رکھتے ہونگے یا بتقلید دشمنان دین مانند ملاحدہ وفلاسفہ منکرین اخبار
غیب رسول امین کے شبہات بیہودہ اور دلائل مردودہ کو نافہمیدہ دلائل
صحیحہ گمان کرتے ہونگے **علامہ تورپشتی معتمد فی المعتقد** میں فرماتے
ہیں بدعوی تناقض وعلت شبہت اخبار غیب راکہ صاحب خبر عالم غیب صلوٰۃ اللہ
وسلامہ رسانیدہ است رد بکند کہ ملاحدہ کہ دشمنان دین اند وفلاسفہ کہ منکران
اخبار غیب اند درچنین موضع فرصت طلب اند انتہی **قولہ** کہ جس وقت
ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ الخ **اقول اولاً** باوجودیکہ عوام میں جن پر
اسرار حکمت الہیہ سمجھنا متعسر ہیں ذکر اور اظہار ایسے روایات کا جسمیں کسیطرح
کا نقص ظاہراً عائد بذات حضرتؐ ہو بلا ضرورت داعیہ خالی اساءت ادب
سے نہیں روایت مذکورہ مفید مدعاء مجیب بھی نہیں کیونکہ روایت مذکورہ

دلالت کرتی ہی نفی علمِ ایک امر جزئی خاص پر اور مدعا مجیب نفی علم عام کلی ہی اور
انتفا خاص مستلزم انتفاء عام نہین تو پھر حاصل اسکا گناہ بے لذت نصیب
حضرت مجیب اور ثانیا یہ حال آپ کا ابتدا امر مین تھا اور آخر مین تو اللہ نے آپ کو
علم اولین و آخرین عنایت کیا اور ماکان و مایکون پر مطلع فرمایا چنانچہ نجدی نے
جب لکھا کہ اس زمانہ کے مشرک عاقل کہتے ہین انہ کان فی اول الامر ثم القی اللہ
علیہ علم الاولین والاخرین وجعلہ مطلعا علی مایکون الی یوم القیمۃ
معنے نجانا بعض امور کا یہ آپ کا ابتداء حال تھا اور پھر القا کیا اللہ نے اوپر علم
اولین و آخرین کا اور مطلع کر دیا اوسپر جو ہونیوالا ہی قیام قیامت تک اور اوسکے بعد
لکھا کہ یہ سب لغو اور بدعت ہی تو علماء مکہ معظمہ نے اوسکے رد مین لکھا
ماقال النجدی فی المعنی المراد ونقلہ فھو حق وھدایۃ من السلف والسواد
الاعظم الخ اور یہ عبارت بتمامہ امر اول کے بیان مین مع ترجمہ گذر چکی وہان
دیکھ لینا چاہئے اور بعد اوسکے علماء مکہ معظمہ نے لکھا قال الخفاجی واما ما
ورد انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم علم الاولین والاخر فلعلہ کان آخر
احوالہ بعد انقطاع عرض جبریل الخ اسکے معنے یہ ہین کہا خفاجی نے کہ وہ
جو وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم اولین و آخرین دیا گیا سو
شاید پچھلا حال تھا بعد عرض کر چکنے جبریل علیہ السلام کے **قولہ** پس
اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو خاطر مبارک مین اہم **اقول** یہ عجب روباہ بازی اور

ابلہ فریبی ہو ایک وقت خاص مین ایک امر خاص کا علم نہونے سے یہ کہان سے
لازم آیا کہ آپ کو کسی وقت کسی امر کا علم غیب اگرچہ باعلام اللہ ہو حاصل نہوا
حالانکہ نصوص قطعیہ آپکے غیب دانی پر دال مین کما مرذکرہا **قولہ**
اور فقہ کی کتابون مین ہو قال القاضی خان الخ **اقول** یہ روایت ضعیف ہو
درمختار مین اسکو قیل یکفر کے ساتھ لکھا ہو **ردالمحتار** اور **طحطاوی** مین
اسکے ماتحت لکھا ہو قال فی التتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لایکفر
لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وان الرسل یعرفون
بعض الغیب قال اللہ تعالی عالم الغیب ولایظہر علی غیبہ احدا الا من
ارتضی من رسول انتہی اور ابن حجر ہیتمی نے **کتاب الاعلام بقواطع
الاسلام** مین لکھا ہو قیل لہ تعلم الغیب فقال نعم فہو کفر زاد فی الروضۃ
قلت الصواب انہ لایکفر انتہی واعترض تصویبہ لتضمن قولہ نعم تکذیب
النص وہو قولہ تعالی وعندہ مفاتح الغیب الخ وقولہ عزوجل عالم الغیب
فلا یظہر الخ ویجاب بان قولہ ذلک لاینافی النص ولایتضمن تکذیبہ
لصدقہ بکونہ یعلم الغیب فی قضیۃ وہذا لیس خاصا بالرسل بل یمکن
وجودہ لغیرہم من الصدیقین علی انہ فی الآیۃ الثانیۃ قولا ان الاستثناء
منقطع فیکون الرسل کغیرہم وعلی کل فالخواص یجوز ان یعلموا الغیب
فی قضیۃ او قضایا کما وقع لکثیر منہم واشتہر فمن ادعی علم الغیب فی قضیۃ

او قضایا لا یکفر فان اطلق ولم یرد شیئا فالاوجہ ما اقتضاہ کلام النووی من عدم الکفر انتہی مختصراً خلاصہ اسکا یہ ہو کہ بشہادت اللہ اور رسول نکاح کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا اسواسطے کہ اشیائی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عرض کیجاتی ہین اور رسول بعض غیب جانتے ہین واسطے فرمانے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ اھ کہا کسی کو کسی نے تو غیب جانتا ہو اوسنے کہا ہان تو یہ کفر ہو اور کتاب روضہ مین کہا صواب یہ ہو کہ کافر نہین ہوتا ہو پھر اسپر کسی نے اعتراض کیا کہ کیون کافر نہین ہوتا ہو اوسکے ہان کہنے سے تکذیب نص قرآن لازم آتی ہو اوسکا جواب دیا گیا کہ تکذیب نص نہین لازم آتی ہو اسواسطے کہ اوسکو بعض قضایا کا علم غیب ہو اور یہ امر خاص واسطے پیغمبرون کے نہین ہو بلکہ غیرون کے واسطے بھی ممکن ہو تو جو شخص دعویٰ علم غیب ایک قضیہ یا چند قضیہ کا کرے وہ کافر نہین ہو اور جو شخص مطلق علم غیب کا دعویٰ کرے اور کسی شئی کا ارادہ نکرے تو بھی اوجہ یہ ہو کہ کافر نہین انتہی اس سے معلوم ہوا کہ مدعی مطلق علم غیب کا کافر نہین ہو اگرچہ غیر رسول ہو تو پھر معتقد علم غیب رسول کا جو بہ نص قطعی ثابت اور احادیث صحیحہ مین وارد ہو کما مر ذکرھا کیونکر کافر ہوگا اور جب عدم تکفیر راجح ہوئی تو روایت تکفیر منقولہ مجیب مرجوح ہوئی والفتویٰ علی القول المرجوح خرق للاجماع الخ علاوہ برین بعض علما نے وجہ کفر کی روایت تکفیر مذکورہ مین یہ بھی لکھی ہو کہ اوسنے نکاح بلا شہود جنس کو

حلال جاننا اور یہ شرع میں حرام ہو اور حرام کو حلال جاننا کفر ہو جیسا کہ **طحطاوی** میں لکھا ہو لعل وجہہ انہ حلل ما حرم اللہ تعالی لان اللہ تعالی لم یحل النکاح الا بشہود من الجنس فلو اعتقد الحل بغیر ذلک فقد خالف انتہی اور اس تقدیر پر مدعاء مجیب سے اس روایت کو کچھ مس نہیں ساتھ اسکے علما نے فرمایا ہو جس مسئلہ میں ایک کم سو وجہیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی تو فتوی اسلام پر دینا چاہیے نہ کفر پر **ملا علی قاری** علیہ رحمۃ الباری نے **شرح فقہ اکبر** میں لکھا ہو وقد ذکروا ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لها تسع وتسعون احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیہ فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی لان الخطاء فی ابقاء الف کافر اهون من الخطاء فی افناء مسلم واحد انتہی اور **اشباہ ونظائر** میں لکھا ہو الکفر شیء عظیم فلا اجعل المومن کافرا متی وجدت روایۃ انہ لایکفر انتہی بلکہ اگر غیر مذہب کی روایت عدم تکفیر کی ملے اور اپنے مذہب میں تکفیر کی تو بھی فتوی عدم تکفیر پر دینا چاہیے **حموی** میں لکھا ہو قولہ متی وجدت روایۃ انہ لا یکفر یعنی ولو کانت تلک الروایۃ لغیر اهل مذهبنا ویدل علی ذلک اشتراط کون ما یوجب الکفر مجمعا علیہ انتہی بلکہ روایت ضعیفہ بھی اگر عدم تکفیر کی ہو تو اوسی پر عمل کرنا چاہیے **طحطاوی** نے کتاب الطہارت میں لکھا ہو بل قالوا لو وجد سبعون روایۃ متفقۃ علی تکفیر المومن وروایۃ ولو ضعیفۃ

بعدمہ یاخذ المفتی والقاضی بھا دون غیرھا الخ اور درمختار مین لکھا ہو لا
یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان
ذلک روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر وعزاہ فی الاشباہ الی الصغریٰ الخ
تو پھر صورت مذکورہ مین باوجود رجحان عدم تکفیر کے تکفیر مومن اختیار کرنا بعید
از فقاہت بلکہ کمال جہالت ہے اور روایت منقولہ مجیب کے آخر مین جو لکھا ہو
وھو ما کان یعلم الغیب الخ اسکا جواب باصواب پہلے گذر چکا یہان پر اعادہ
کرنیکی کچہ ضرورت نہین اور کتب فقہیہ خصوصا فتاویٰ مین مختلف روایتین ضعیف
وقوی رہتی ہین بلا فحص وتحقیق ہر روایت کو ضعیف ہویا قوی راجح ہو یا مرجوح
نقل کر کر پیش کر دینا بڑی نادانی ہو خصوصًا الفاظ کفریہ جنکے حقمین فقہای محققین
نے فرمایا ہو کہ الفاظ کفر جو فتاووں مین واقع ہین اُنکے ساتھ فتویٰ دینا جایز نہین
حموی مین مولانا سید احمد حنفی نے لکھا ہو فعلیٰ ھذا فاکثر الفاظ التکفیر
المذکورۃ فی کتب الفتاویٰ لا یفتی بھا قال محقق ابن الھمام وقد الزمت نفسے
ان لا افتی بشئ منھا انتھی اور در مختار مین لکھا ہے والفاظہ تعرف
فی الفتاویٰ بل افردت بالتالیف مع انہ لا یفتی بالکفر بشئ منھا الا فیما اتفق
المشایخ علیہ کما سیجئ قال فی البحر وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ منھا انتھی
قولہ ہو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ملحقات شرح فقہ اکبر
مین لکھا ہو ثم اعلم ان الانبیاء الخ **اقول** اس قول سے تو واسطے انبیا کے

علم غیب با علام اللہ اگرچہ بعض اوقات مین ہو ثابت ہی اور حضرت مجیب واسطے غیر کے نبی ہو یا ولی مطلقاً علم غیب نہین ثابت کرتے ہین تو پھر اس نقل سے اونکو کچھہ فائدہ نہین بلکہ منافی مقصود و مؤید مدعا خصم اور قید احیانا کی واللہ اعلم باعتبار حین حیات کے ہی والا بعد وفات کے تو انھین ملا علی قاری سے پہلے نقل کیا گیا کہ ارواح قدسیہ اور نفوس زکیہ مجردہ عالم برزخ مین تمام عالم کو بالمشاہدہ دیکھتے ہین اور تفسیر عزیزی سے منقول ہوا کہ ہر نبی اپنی امت کے اعمال پر مطلع ہی **قولہ** وذکر الحنفیۃ تصریحاً الخ **اقول** اسکا جواب پہلے تفصیلاً گذر چکا پھر دوبارہ لکھنے کی کچھہ ضرورت نہین **قولہ** اور یہ بھی لکھا ہی وبالجملۃ فالعلم بالغیب الخ **اقول** یہ قول بھی حضرت مجیب کو مفید نہین کیونکہ اس سے بھی واسطے غیر کے باعلام اللہ والہامہ غیب صراحۃً ثابت ہوتا ہی اور حضرت مجیب مطلقاً منکر ہین کما مر سابقاً مگر اسطرح کے بیفائدہ نقلوں سے اتنا فائدہ ہوا کہ فقیر محرر سطور بلکہ ہر ناظر نزدیک و دور پر حضور کی تیز فہمی اور تبحر علمی کا حال منکشف ہو گیا **قولہ** لیکن اس سے آپکا محفل میلاد مین الخ **اقول** ہان اس سے جیسے رونق افزا ہونا نہین ثابت ہوتا ویسے ہی نہ رونق افزا ہونا بھی ثابت نہین ہوتا مگر اس بات کو جواب سائل سے کچھہ تعلق نہین مقصود سائل کا یہ ہی کہ تم منکر ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطلاع کے احوال امت پر مطلقاً اور احادیث صحیحہ سے فی الجملہ آپ کا مطلع ہونا ثابت ہے چاہیئے تھا حضرت مجیب کو

کہ اسکا کچھہ جواب دیتے تسلیم یا عدم تسلیم سو تو ہو سکا اور دوسری طرف بموقع گریز گیا
بقول شخصی سوال از آسمان جواب از ریسمان **قولہ** اگر کسی بزرگ نے مشاہدہ یا
مراقبہ اھ **اقول** اگر مشاہدہ اور دیدار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غیر محفل میلاد
مین مراد ہو تو یہ بحث خارج از مطلب ہے کیونکہ کلام حضور کے حاضر ہونے مین ہو
محفل میلاد مین اور اگر محفل میلاد مین مراد ہو تو پھر جس امر کے انکار پر حضرت مجیب کو
اصرار تھا وہ سکا اب اقرار ثابت ہو گیا یعنے حضرت محفل میلاد مین بعض وقت تشریف
لاتے ہین اور لا سکتے ہین **قولہ** کرامتون مین شمار ہوگا **اقول** کرامتونمین
شمار ہو یا نہو اصل مدعا ہمارا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تشریف لانا ہی محفل
میلاد مین ثابت ہوا جسطرح چاہوا وسطرح سمجھو یہ سب جانتے ہین کہ دیدار سے
حضرت کے وہی مشرف ہوگا جسکو لیاقت دیدار کی ہوگی مگر آپکے آنیکا ثبوت موقوف
سب کے دیدار سے مشرف ہونے پر نہین ہو بعض اگر مشرف بدیدار ہوئے تو بھی تشریف
لانا ثابت ہوا اور ثبوت قطعی کی یہان کچھہ ضرورت نہین ثبوت ظنی کافی ہو شہادت
شاہدین واسطے رویت ہلال کے خصوصا عند الغیم شرعا حجت ہے تو پھر شہادت
بعض اہل اللہ کے شاتہ شہود و مشاہدہ بدرجہ نبوت کی کیون حجت ہوگی **قولہ**
کچھہ بیت اللہ اپنے مقام سے آھ **اقول** اولا بیت اللہ کا اپنے مقام سے نہ
اوٹھہ آنا بر مذہب اہل سنت مسلم نہین ہو قال العلامۃ الشامی نقلا عن شرح
العقائد قال التفتازانی والانصاف ما ذکرہ الامام النسفی حین سئل عما

یحکی ان الکعبۃ کانت تزور احدا من الاولیاء ھل تجوز القول بہ فقال نقض العادۃ علی سبیل الکرامۃ لاھل الولایۃ جایز عند اھل السنۃ انتھی خلاصہ اسکا یہ ہی کہ امام نسفی سے کسینے پوچھا کہ کہتے ہین بیت اللہ شریف کسی ولی کی زیارت کیواسطے آیا کرتا تھا سو یہ بات جایز ہی یا نہین تو جواب دیا کہ یہ بطریق کرامت واسطے اولیاء کے نزدیک اہلسنت کے جایز ہی اور علامہ تفتازانی نے فرمایا یہ انصاف کی بات ہے اور علامہ شامی نے بہت سی کتابون سے نقل کیا ہی لو ذھبت الکعبۃ لزیارۃ بعض الاولیاء فالصلوۃ الی ھویھا انتھے یعنے کعبہ شریف اگر کسی ولی کی زیارت کیواسطے جاوے تو نماز اوسکی ہوا کی طرف پڑھنا چاہیے اور ثانیاً فرض کیا کہ اوٹھکر نہین آتا مگر اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی محفل میلاد مین تشریف نہین لاتے عام ارواح کا عالم برزخ مین سیر کرنا شرح الصدور سے پہلے منقول ہوچکا تو پھر خواص خصوصاً پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات کیونکر حاصل نہوگی شیخ عبد الحق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین لکھا ہی پوشیدہ نماند کہ بعد از اثبات حیات حقیقی حسی دنیاوی برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر گویند کہ حق تعالی جسد شریف را حالتی وقدرتی بخشیدہ است کہ در ہر مکانیکہ خواہند تشریف بخشند خواہ بعینہ یا بمثالہ خواہ بر آسمان یا بر زمین خواہ در قبر شریف یا غیر وی صورتی وارد دیا وجود ثبوت نسبت خاص بقبر در ہمہ حال الخ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ اگر کہین حق تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد شریف کو عالم برزخ مین ایک

انکو قدرت دی ہو کہ جہاں چاہیں وہاں تشریف لیجاویں خواہ آسمان پر خواہ زمین پر خواہ قبر شریف خواہ غیر قبر میں باوجود ثبوت نسبت خاص کے ساتھ قبر شریف کے ہرحال میں تو درست ہے اور علمای مکہ معظمہ نے اپنے فتوے میں لکھا ہو ونقل عن السیّد یوسف بن محمد المطاح الاہدل الذی من فحول العلماء المتأخرین فی مکۃ لامانع من حضور روحہ الشریف او مثالہ فانہ قد صحح ائمۃ من العلماء وجود المثال وقد ذکر العلامۃ السیوطی فی کتابہ شرح الصدور ان ذلک صحیح الیٰ قولہ واما مشاھدۃ حضورہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقد اخبرنی الثقات من اھل الصلاح انھم شاھدوہ مرارا عند قرأۃ المولد الشریف وعند ختم القرآن وبعض الاحادیث انتہی حاصل اسکا یہ ہو سید یوسف بن محمد مطاح جو مکہ میں بہت بڑے عالم تھے اونسے منقول ہو کہ کوئی امر مانع نہیں ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور روح یا مثال ذات سے تصحیح کی اسکی ائمہ علماء نے اور علامہ جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں ذکر کیا کہ یہ بات صحیح ہو اور مجھے اہل صلاح نے خبر دی ہو کہ اونھوں نے بہت بار مشاہدہ کیا ہو آنحضرت صلعم کو وقت قرأت مولود شریف اور ختم قرآن اور بعض احادیث کے انتہی اسمین حضرت مجیب غور فرماوین کہ حضرت کا حضور مولود کی مجلس پر نور میں تصریح مذکور ہو اور حق بات نے منھ نہ پھراوین **قولہ** مگر کشف سے جو کہتے الخ **اقول** امور کشفیہ اگر ظاہر شرع کے مخالف نہوں تو غیر کے واسطے بھی دلیل ہین والا ائمہ دین کیوں سند

پکڑتے جیساکہ علامہ سیوطی سے ابھی نقل کیا گیا ہو اگر کہو کہ یہ امور ظنی میں تو مسلم ہو مگر باب عمل میں امور ظنیہ پر عمل کرنیمیں شرعاً کچھ خلل نہیں خصوصاً فضائل اعمال میں کہ احادیث ضعیفہ پر بھی عمل کرنا درست ہو کما صرح بہ ائمۃ الدین **قولہ** ولادت شریف کے ذکر آنیکے وقت روح کے آنے کا نہیں الخ **اقول اولاً** جب روح مبارک حضرت سرور کائنات علیہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وتبارک کا وقت ذکر ولادت شریف کے بروئیت و روایت صلحا و ثقات حاضر ہونا ثابت ہوا اور ہر شخص کو یہ معلوم نہیں کہ کس مجلس شریف میں تشریف لاوینگے تو پھر احتیاطاً بخیال و امید تشریف آوری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ذکر ولادت شریف کے تعظیماً کھڑے رہنے میں کچھ مضائقہ نہیں اگر آپ تشریف لائے تو فھو المراد والا فاعل اس فعل حسن کا حسب نیت ماجور ہوگا جیساکہ شب قدر کی امید میں تمام شب یا تمام رمضان بابرس کوئی شخص بیدار رہے تو ماجور ہوگا شب قدر ملے یا نہ ملے چنانچہ بعض بزرگان دین سے یہہ امر وقوع میں بھی آیا ہو اور **ثانیاً** مدارج النبوۃ میں شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العلی نے لکھا ہو واگر ندیدہ ہرگز و مشرف نشدہ بان و استطاعت نداری کہ استحضار کنی آن صورت موصوفہ باین صفات رابعینہا ذکر کن او را و درود بفرست بروی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و باش در حال ذکر گویا حاضر ست پیش تو در حالت حیات و می بینی تو او را متادب باجلال و تعظیم و ہیبت و حیا و بدانکہ وی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می بیند و می شنوند کلام ترا زیراکہ وی متصف ست بصفات اللہ تعالیٰ

ویکی از صفات الہی است انا جلیس من ذکرنی و مر پیغمبر را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب

وافر ہست ازین صفت الخ اور معتقد منتقد مین لکھا ہو قال ابو ابراہیم النجیبی

واجب علی کل مومن متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع ظاہرا و یخشع باطنا و یوقر

و یسکن من حرکتہ و یاخذ فی ہیبتہ و اجلالہ بما کان یاخذ نفسہ لو کان بین

یدیہ و یتادب بما ادبنا اللہ انتھی خلاصہ اسکا یہہ ہو کہ اگر خواب مین کبھی مشرف بدیدار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہوا تو تو ذکر آپکا اور درود بھیج آپ پر اور وقت ذکر کے

حضرتؐ کو حاضر سمجھ تیرے سامنے گویا کہ دیکھتا ہو تو اونکو حالت حیات مین با دب

اجلال و تعظیم و خضوع و خشوع ہیبت و حیا و سکون و وقار اور جان کہ آنحضرت صلعم

دیکھتے ہین اور سنتے ہین کلام تیرا اسواسطے کہ وہ متصف ہین ساتھ صفات الہیہ کے اور

صفات الہیہ سے ایک یہہ ہو کہ مین ہمنشین ہون میرے ذاکر کا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو اس صفت کا حصہ پورا ہو انتھی اس سے صاف ظاہر ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو وقت درود پڑھنے کے اور اونکے ذکر کرنیکے مانند حالت حیاتؐ کے حاضر سمجھنا چاہیے

اور ادب اور تعظیم ایسا بجالانا چاہیے جیساکہ حضرتؐ کے حضور مین حین حیات مین حاضر

ہو اور جملہ تعظیم حضرت سے قیام ہو چنانچہ حضرت مجیب بھی اسکے قائل ہین بلکہ مستحب

جانتے ہین اور کثرت درود شریف کی محفل میلاد مین خصوصًا وقت ذکر ولادتؐ کے

محتاج بیان نہین ہو تو اس طریق سے ہر مجلس مولود شریف مین ہر شخص کو وقت

ذکر ولادت بتصور حضور کو مشرف برویت روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نہو تعظیم وقیام باادب واجلال تمام اور ہیبت وحیا مالا کلام بجالانا چاہیئے بلکہ تمام مجلس میں جو درود وذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرکب ہے اول سے آخر تک اگر قیام کیا جاوے تو اولیٰ اور افضل ہو مگر چونکہ یہ امر موجب کلال وملال اور باعث مشقت کمال ہر شخص سے ہونا محال ہو اسواسطے وقت ذکر ولادت کا جسمین بعض کمل نے روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقیقۃً دیکھا ہو واسطے قیام کے خاص کیا گیا ہو بقاعدہ ان لایدرک الکل لایترک الکل والمشقۃ تجلب التیسیر

قولہ یہ علماء کے نزدیک مستحب ہے **اقول** اگر غرض یہ ہو کہ امر مستحب کا التزام نکرنا چاہیئے تو مسلم نہیں کیونکہ بہت سے بدعات مستحسنہ باہمیں سلیمین ملتزم ہیں اور علماء کاملین اُس سے منع نہیں فرماتے ہیں بلکہ خود اُسکے عامل اور اوسمیں شریک ہوتے ہیں ازانجملہ مجلس مولود شریف ہی جس سے ظاہر مجیب کو بھی انکار نہیں معلوم ہوتا ہو دیکھو باہمیں سلیمین شرفاً وغرباً اُسکا کیا التزام اور اہتمام ہو اور علمائی دیندار سابقاً ولاحقاً بلاانکار اوسمیں شریک ہوتے ہیں اور اسکا انعقاد کرتے ہیں اور اُسکے تحسین وتوصیف مین کتب ورسائل آج تک تصنیف کرتے چلے آئے اور اگر مراد یہ ہو کہ امر مستحب کا واجب شرعی اعتقاد کرنا جایز نہیں تو اوّلاً لفظ لازم جاننے کا جو سوال سائل میں ہو لغتاً وعرفاً نص معنی مذکور مین نہیں ہو بلکہ اکثر لزوم عرفی مین مستعمل ہوتا ہو اور بر تقدیر تسلیم باتفاق مجیب قیام ازجملہ تعظیم رسول کریم ہو اور تعظیم رسول کریم حین حیات اور بعد ممات نزدیک اہل سنت کے واجب ہو چنانچہ معتقد منتقد مین لکھا ہی

واعلم ان حرمة النبي صلى الله عليه وسلم بعد موته وتوقيره وتعظيمه بعد وفاته لازم على كل مسلم كما كان حال حياته لانه الآن حي يرزق في علو درجاته ورفعة حالاته وذلك عند ذكره وذكر حديثه وسنته وسماع اسمه وسيرته انتهى تو پھر قیام مذکور بھی بطریق مذکور خصوصاً بلحاظ حضور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واجب ہے اسیواسطے علماء مکہ معظمہ کے فتوے مین تصریح بوجوب قیام وقت حضور روحانیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہے قال محمد بن یحیی مفتی حنابلة فی مکة المعظمة فذكروا ان عند ذكر ولادته تحضر روحانيته صلعم فعند ذلك يجب التعظيم والقيام انتهى خلاصہ اسکا یہ ہے کہ وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضر ہوتی ہے اوسوقت تعظیم وقیام واجب ہے انتہی اور جب کسی امر کے وجوب واستحباب مین اختلاف ہو تو اوسکے اعتقاد وجوب سے شرعاً کچھ قباحت لازم نہین آتی علاوہ برین اگر کوئی اپنے اوپر امر غیر واجب کو واجب کرلیوے تو بھی شرعاً ممنوع نہین چنانچہ نذر شرعاً عبارت ایجاب غیر واجب سے ہے

قولہ فی زماننا اکثر شہرونمین آہ **اقول** وباللہ التوفیق اولاً اکثر شہرونمین محفل میلاد کا انعقاد فقط بانتظام واتفاق فساق تسلیم نہین اور برتقدیر تسلیم مجلس فساق مین علی الاطلاق اتقیا کا جانا شرعاً منع نہین مثلاً اگر فساق کسی صالح کے جنازہ کے ساتھ ہون یا مسجد مین محض واسطے سماعت قرأت قرآن شریف کے کسی قاری خوشخوان سے جمع ہوئے ہون تو اوس جنازہ کے ساتھ جانا یا اونمین واسطے سماعت قرآن شریف کے

بیٹھنا متقی دیندار کو منع نہیں ہے تو پھر مجلس میلاد شریف مین جسکا انعقاد محض واسطے اظہار سرور اور ذکر و درود کے ہے واسطے سماع ذکر ولادت کے اگرچہ فساق سے ہو بمقتضای صفت انا جلیس من ذکرنی کے حاضر ہونا حضرت رسالت کا شرعاً و عقلاً محال نہیں علاوہ برآن ارواح طیبہ کا حال مثل ملائکہ کے ہے اور ملائکہ مجالس ذکر مین بغیر تخصیص ذاکر کے کہ کس صفت کا ہو بتصریح احادیث صحیحہ حاضر ہوتے ہین تو پھر روح اطیب حضرت سید مرسلین رحمۃ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر رحمت فرمائے عاصیان امت و رونق افزائے ذکر ولادت ہوے تو انکی رحمت عامہ سے کچھ بعید نہیں ہے **قولہ** اگر احادیث صحیحہ مین ثابت ہو الخ **اقول** اگر جواز ہر شی کا موقوف ورود احادیث صحیحہ پر ہے نزدیک مجیب کے تو پھر نفس محفل میلاد سے بھی انکار کرنا چاہیے کیونکہ اسکے جواز و استحسان مین احادیث صحیحہ وارد نہیں ہین بلکہ بدعات مستحسنہ سے ہے اگر کہو کہ اوسکا جواز باتفاق علمای کاملین ثابت ہے تو ہم ہی کہینگے جواز حضور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقت ذکر ولادت بشہادت علمای راسخین و رویت کملای صالحین ثابت ہے جیسا کہ معلوم ہوا اور حضرت مجیب نے بیت اللہ شریف کا دیکھنا اور اپنے مقام سے اٹھکر نہ آنا اور روح کے آنے نہ آنے مین خیال نکر کے تعظیماً کھڑا ہونا کونسی حدیث صحیح مین دیکھا ہے سو بیان فرماوین **قولہ** بڑی بے ادبی ہے الخ **اقول** بڑی بے ادبی یہ ہے کہ ائمہ دین کو مانند جلال الدین سیوطی کے جنکا تبحر علم حدیث مین ایک عالم مین علم ہے اور حضور روحانیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا کہ گذرا قائل ہین بے ادب بنانا

اور اُنکے قول کو مخالف حدیث کے ٹھہرانا حالانکہ مخالفت حدیث جب تحقق ہوتی کہ مجیب
نے کوئی حدیث مانع حضور مذکور سے نقل کی ہوتی مگر باوجود اس سعی وکوشش کے
ایک حدیث ضعیف بھی اس امر کی ممانعت مین نقل نہین کی اور نکر سکینگے انشاء اللہ تعالیٰ
اور کسی امر مین حدیث کا اصلا جواز و عدم جواز مین نہ وارد ہونا اوس امر کو مخالف حدیث
کے نہین کرتا اور کتابون سے تو ثبوت جواز حضور مذکور نقل کیا گیا پھر خلاف کتابون
کے اسکو بولنا سراسر خلاف ہے الحمد للہ کہ مجیب کے مقالات واہیہ اور مقدمات ردیہ کے
رد وجواب سے بعون عنایت حضرت الوہیت و یمن توجہات حضرت رسالت فراغت
کما ینبغی حاصل ہوئی اب جو مصححین نے عربی مین لکھا ہے کہ حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ہر مجلس ذکر ولادت مین عقلاً جایز نہین اوسکا بھی جواب سننا چاہیے اگر مراد حاضر
ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر مجلس میلاد مین اوقات مختلفہ مین تو ظاہر ہے
کہ عقلاً محال نہین کیونکہ نفوس انسانیہ کاملہ خصوص نفوس انبیا کہ اکمل انفاس ہین
بنی آدم مین مانند ملائکہ کے مسافت بعیدہ اور قریبہ اونکے حق مین یکسان ہے کسل و ماندگی
سے منزہ ہین اونکی صفات مین تفسیر رحمانی مین امام غزالی سے نقل کیا ہے و
یقطعون الارض فی اقل من ساعة اور عقائد النسفی مین لکھا ہے و تظهر الکرامة
علی طریق نقض العادة للولی من قطع المسافة البعیدة فی المدة القلیلة انتهی
اور علامہ شامی نے نقل کیا ہے روی عن ابراهیم ادهم انهم راوه بالبصرة
یوم الترویة وروی ذلك الیوم بمكة انتهی اور یہ حال انکا حال حیات مین

ہو اور بعد وفات کے یہ قوت اونکی اور زیادہ ہوتی ہو قیصری سے **فصل الخطاب** مین
نقل کیا ہو وبعد انتقالهم ایضًا الی الاخرة لازدیاد تلك القوة بارتفاع المانع البدنی
آہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ جملہ اولیا سے تمام صفات کمالیہ مین اعلیٰ اور
اکمل و افضل ہین کیونکر یہ قوت حاصل نہو گی **محدث دہلوی** سے سابقًا منقول
ہوا کہ حق تعالیٰ جسد شریف را حالتی بخشیدہ ہست کہ در ہر مکانیکہ خواہد تشریف بخشد
خواہ بعینہ یا بمثالہ خواہ بر آسمان یا بر زمین الخ اور اگر مراد حاضر ہونا ہو وقت واحد مین
تو بھی بطریق مثال محال نہین ہو خصوصًا عالم مثال مین جسکا حال بہت امور مین
مخالف اس عالم شہادت کے ہو **المنجلی فی تطور الولی** علامہ سیوطی کا اس مقدمہ
مین ایک رسالہ ہو اوسمین فرمایا ہو قد نص علی امکان ذلك ائمة اعلام منهم العلامة
علاء الدین القونوی شارح الحاوی والشیخ تاج الدین السبکی وکریم الدین الاملی
شیخ الخانقاه الصلاحیه سعید السعداء وصفی الدین ابی المنصور وعبد الغفار
ابن صاحب الوحید والعفیف الیافعی والتاج بن عطاء الله والسراج بن الملقن
والبرهان الانباسی وشیخ عبد الله المنوفی وتلمیذه الشیخ خلیل المالکی صاحب المختصر
وابو الفضل محمد بن ابراهیم التلمسانی المالکی وخلق آخرون وحاصل ما ذکروه فی
توجیه ذلك ثلاثة امور احدها انه من باب تعدد الصورة بالمثل والتشکل کما یقع
ذلك للجان والثانی انه من باب طی المسافة وزوی الارض من بعد فیراه الرائیان کل
فی بقعة وهی بقعة واحدة الا ان الله طوی الارض ورفع الحجب المانعة من الاشراق

فقط

فظن انہ فی مکانین وانما ھو فی مکان واحد والثالث انہ من باب عظم جثۃ الولی بحیث ملاء الکون فشوھد فی کل مکان کما قدر بذلک مثال ملک الموت و منکر و نکیر حتی یقبض من مات فی المشرق والمغرب فی ساعۃ واحدۃ ویسأل الان من قبر فیہا فی ساعۃ واحدۃ فان ذلک احسن الاجوبۃ فی الثلاثۃ انتہی ملخصا اور صاحب **فصل الخطاب** نے لکھا ہے پس ظہور در عالم مثالی از مکان و زمان و سائر شرائط جسمانی منزہ است و شرائط جسمانی درانجا گنجایش ندارند اور اسی فصل الخطاب میں امام ربانی سے نقل کیا ہے وایں کس گاہ در عالم شہادت بود و گاہ در عالم مثال چنانچہ در یک شب ہزار کس آنسرور را علیہ و علی الہ الصلوۃ والسلام بصور مختلفہ در خواب می بینند و استفادہا می نمایند انتہی اور معتقد مستقد میں لکھا ہے فوجب القول بالمثال سوء اوافق صورتہ الحقیقۃ اولا لان المرئی علی خلافہا انما ھو صورۃ الرائی المنطبعۃ فی مثالہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ ھو کالمرأۃ للصورۃ وبہذا علم جواز رؤیتہ جماعۃ لہ فی آن واحد من اقطار متباعدۃ باوصاف مختلفۃ وفاقالو اریاہ علی صورتہ الحقیقیۃ لا یحتاج الی تعبیر و علی غیرہا یحتاج الی تعبیر و ھی حقیقۃ فی الوجہین لا تلبیس فیہ من الشیطان باتفاق لعموم ان الشیطان لا یتمثل لہ فالصحیح ان رؤیتہ صلی اللہ علیہ وسلم حق علی کل حال وان تغیر صفتہ لان تصور تلک الصورۃ من قبل اللہ تعالی قال صلی اللہ علیہ وسلم من رأنی فی المنام فقد رأنی فان الشیطان لا یتمثل لی و رؤیتہ صلی اللہ علیہ وسلم یقظۃ جایزۃ بالاتفاق و واقعۃ فقد حکی ابن ابی حمزۃ والبازری والیافعی وغیرہم من الصالحین انہم رأوا النبی صلی اللہ

علیہ وسلم وذکر ابو حمزۃ عن جمع انہم حملوا علی ذلک روایۃ من رانی مناما فسیرانی
یقظۃ وانہم راوہ نوما فراءوہ بعد ذلک یقظۃ وسئلوا عن تشویشہم من اشیاء
فاخبرہم بوجوہ تفریجہا فکان کذلک بلا زیادۃ ونقص انتہی مختصرا خلاصہ اسکا یہ ہو
کہ رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بطریق مثال ہو چاہے مثال آپکی صورت حقیقی
ہو یا نہو کیونکہ خلاف صورت حقیقی کے جو صورت دیکھی جاتی ہو وہ صورت دیکھنے والے
کی ہی منعکس ہوئی ہو یہ مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسواسطے کہ آپکی
مثال مانند آئینہ کے ہو اور اس طریق مثال سے جائز ہو دیکھنا ایک جماعت کا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک آن میں دور دور جگہوں میں مختلف وصفوں کے ساتھ اور کہا
علما نے رویا حضرت کی بصورت حقیقی محتاج تعبیر کی نہیں اور بصورت مثالی محتاج ہو
مگر رویت آپکی واقعی ہو دونوں صورتوں میں کچھ اسمیں شبہہ اور تلبیس ابلیس نہیں ہو
بالاتفاق کیونکہ شیطان آپکی صورت نہیں بنتا پس صحیح یہ ہو کہ رویت آپکی حق ہو ہر
حال میں گو صفت میں تغیر ہو اسواسطے کہ وہ صورت بنائی ہوئی اللہ کی ہو فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے دیکھا مجکو خواب میں پس تحقیق دیکھا مجکو فی الواقع اسلئے کہ
شیطان میری صورت نہیں بنتا اور رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری
میں جائز ہو بالاتفاق بلکہ واقع ہو نقل کیا ابن ابی حمزہ اور بارزی اور یافعی وغیرہم نے
بہت سے صالحین سے کہ دیکھا اونھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ذکر کیا
ابو حمزہ نے ایک جماعت سے کہ حمل کیا اونھوں نے اسی پر اس روایت کو کہ جسنے دیکھا

مجھکو خواب مین پس قریب ہے کہ دیکھے گا مجھکو بیداری مین اور تحقیق دیکھا اونھون نے آپ کو خواب مین پھر بیداری مین اور پوچھا آپ سے تشویش بعض امور سے تو بتلایا آپ نے اونکو اوسکی صورت کشایش کو پھر ویسا ہی ہوا جیسا بتلایا تھا نہ کم نہ زیادہ ۱۲ اب اسکی توضیح کیواسطے اگر مثال چاہئے تو جرم فلک ہے جو باوجود حرکت دائمی کے ہر وقت ہر جگہہ موجود ہے اسیطرح اگر بعض نفوس کاملہ مجردہ کو یہ صفت عطا کیجاوے تو عقلاً کیا بعید ہو ھذا مایتسیر لی فی الجواب واللّٰہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فی کل امر و باب ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم والصلوۃ والسلام علی رسولہ الرؤف الرحیم القوی الولی العزیز الکریم الفتاح الشکور الخبیر العلام العلیم

تمت

تواریخ وصال حضرت اعلیٰ واقدس رئیس الفضلاء رأس العرفا جناب مولانا مولوی محمد عبید اللہ صاحب قدس سرہ مدرس اعلیٰ جامع مسجد بمبئی از تصنیف بلیغ فاضل ادیب کامل تاج الفقہا والمحدثین جناب مولانا مولوی محمد احمد رضا خان حفظہ اللہ الرحمن عن شرور الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدہ واصلی علی السیّد الحلیم

١٣١٥

توریخ الحبیب

١٣١٥

مؤارخة وفاة الحمید فی الکونین ١٣١٥ غزیر الطیب والجاہ ١٣١٥

مولانا الفاضل الحمید عبید اللہ ١٣١٥

غفر لہ ١٣١٥ ویرّد بدیم فضلہ منزلہ ١٣١٥

وکرّمہ بجنة اضیافہ نزلہ ١٣١٥

ونوّر باعلیٰ نورہ مدخلہ

عبید اللہ قد سبقا	١٣١٥	بشرق مجدہ الفلقا
جزاہ قد یرہ بلقا	١٣١٥	کما رتج الھدی بلقا
حماد لہ بآیدید	١٣١٥	بہا باب الھوی غلقا
عبید اللہ فی عمرہ	١٣١٥	بہ صبح الھدی شرقا

٦

عبيد الله فى مصره	به حنك الهوى شرقا
عبيد الله فى رىّ	بحسن تقى وزين نقى
عبيد الله عند الله	فى الفردوس فى الرفقا
تقاء لنا واوجب من	انا ربيد ربه افقا

وطيبه بتربيع رضا
كما عبده الرضا عبقا

تاريخ آخر

اتوحت سنة غرّاء ضرّتها	ام فرحت بدعة ضرّاء عزتها
ام قامت الساعة الدهماء ام نفخت	قبل القيامة فى الناقور نفختها
ماذا اعترى سنبئى ماذا ترى طرء	تبدلت بالاسى والحزن فرحتها
عهدى بها فى ديار الهند غانية	تحلى وتجلى فتجلو العين جلوتها
نعم احدثت وسلجدت فقد فقدت	بعلا به كان جديها وجودتها
لعاشر من جمادى خمسة جمعت	عين لفيض وعين فاض عبرتها
يوم الخميس خميس الدين قد خمسا	سيقت لسباق سباق الحين سائقها
يوم الكواكب والارجاء قاتمة	كانما غشيت بالليل ضحوتها
ليت المنية اذ جاءت لركن هدى	استبدلت منه جمعا فيه سنيتها

...الفاضل... الفنون... وعقائدهم...

قد كان هينا علينا ان نفاديه عما — لما بسبعين او ما فيه اوبتها

لكنها امر حتم لا مرد له — ولا تعقب اذ حانت قضيتها

الانس والجن والاملاك كلهم — كانوا ندا المصطفى لو ساغ فديتها

بالصبر مفزعنا والله مرجعنا — ونعم عبد لآل العلي نعمت علاوتها

اما علمت عبيد الله ان تلمث — وفاتك الشرع لا تنسد ثلمتها

قد كنت في المصر نصر الدين فانتشرت — بك البشائر ثمة ثم ندوتها

فاجدت بجدية يا نجد بجد هدى — فنجدها بك منجود ونجدتها

غدت بك السنة الزهراء ناعمة — حظ وفوز وفيض منك تحفتها

عادت بك الفتنة الصماء نائمة — غنظ وغيظ وفيظ منك حصتها

جزاك ربك في الفردوس اجزية — تنمي وتنمي ولا تمنى جزالتها

ولن يضيق رسول الله جاهك به — فانت من جودك الدنيا وضرتها

قال الرضا لك في التاريخ مبتهلا — اتاك من ربك الحسنى وبهجتها

بنيت نظمي على هاء الضمير كما — رائ جماهيرهم والتاء حليتها

وفيه متسع كالباء تلزم في — طالب وصاحب مبنى القول لفظتها

هذا وما للرضا في الشعر شرع رضا
شرعي الشريعة شعريها وشرعتها

عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ۱۲
البوابة والبحري في التذييل السجزي في الابانة على الاصول
نعت الله العلوم الغضة رواه كان شرقة في الاسلام لا شمه
تعالى عال منزلة الا اشارة الى حديث افتقر اليه منه
۲ ترجمة داود كانهم المتبدون ۱۲ اولئك عليهم صلوات من ربهم
العلاوة قال في قوله تعالى تعالى عنه وتم العدلان ونعم
الفاروق الاعظم رضي الله اقتباس من حديث خير المؤمنين ۱

اوّل نقل فتوی مولوی رشید احمد گنگوهی کی اسبارہ مین کہ جو شخص خدا تعالی کی جهوٹ کے وقوع کا قائل ہووے اوسکو کافر وضال و بدعتی بلکہ فاسق کهنا بهی نہ چاہیے وقوع کذب باری درست ہے بعدہ اوسکا رد منقول ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماقولکم رحمکم اللہ دو شخص کذب باری مین گفتگو کرتے تهے ایک کی طرفداری کیواسطے تیسرے شخص نے کہا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہو ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشآء لفظ ما عام ہو شامل ہو معصیت قتل مؤمن کو پس آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مؤمن قاتل بالعمد کی بهی فرماویگا دوسری آیت مین ہو من قتل مؤمنا متعمدا فجزائہ جہنم خالدا الخ لفظ من عام ہو شامل ہو مؤمن قاتل بالعمد کو اس سے معلوم ہوا کہ مؤمن قاتل مؤمن بالعمد کی مغفرت نہوگی اسکے خصم نے کہا کہ آپکے ستدلال سے وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہو کیونکہ آیت مین و یغفر ہو نہ و یمکن ان یغفر یہ سنکر اس قائل نے جواب دیا کہ مینے کب کہا ہو کہ مین وقوع کذب باری کا قائل نہین ہون اور دوسرا قول اسی قائل کا یہ ہو کہ کذب علی العموم قبیح بمعنے منافر للطبع نہین ہو اللہ تعالی نے بعض مواضع مین جایز رکها ہو اور توریہ اور عین کذب بعض مواضع مین دونون اولی ہین نہ فقط توریہ ایا یہ قائل مسلمان ہو یا کافر اور مسلمان ہو تو بدعتی ضال ہو یا اہل سنت وجماعت ہے باوجود قبول کرنیکے وقوع کذب باری کو بینوا توجروا

الجواب

اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات مین خطا کی مگر تاہم اوسکو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہین چاہیے کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علمار سلف کی قبول کرتی ہو چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ تنزیہ الرحمن اپنے رسالہ مین تصریح کرتے ہین بقولہ علاوہ اسکے مجوزین خلف وعید وقوع خلف کے بهی قائل ہین چنانچہ اونکے دلائل سے ظاہر ہے حیث قالوا لانہ لیس بنقص بل کمال الخ اس سے ظاہر ہوا کہ بعض علمار وقوع خلف وعید کے قایل ہین اور یہ بهی واضح ہو کہ خلف وعید خاص ہو اور کذب عام ہو کیونکہ کذب بولتے ہین قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہو گاہ وعدہ گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہین اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہو انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوویگا لہذا وقوع کذب کے معنے درست ہوگئے اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو پس بنا علیہ اس ثالث کو کوئی کلمہ سخت نہ کہنا چاہیے کہ اسمین تکفیر

علماء سلف کی لازم آتی ہے ہر چند یہ قول ضعیف ہی ہو مگر تاہم متقدمین کے مذہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں دیکھو کہ حنفی شافعی پر اور بعکس بوجہ قوۃ دلیل اپنی کی طعن و تضلیل نہیں کر سکتا ہے انا مؤمن ان شاء اللہ تعالیٰ کا مسئلہ کتب عقائد میں خود دیکھتے ہیں لہذا اس ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہئے البتہ نرمی اگر فہمائش ہو تو بہتر ہے البتہ قدرت علی الکذب مع امتناع لوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ اسمیں کسیکا خلاف نہیں اگرچہ اس زمانہ میں لوگوں کو انکار بیجا ہو گیا ہے قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لاتینا کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین الآیۃ فقط واللہ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (رشید احمد)

یہ ردِّ فتویٰ گنگوہی کا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی وجب صدقہ وامتنع کذبہ فلہ العظمۃ والکبریاء والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الذی ختم بہ الانبیاء فلا یمکن نظیرہ عند العقلاء بلا امتراء وآلہ واصحابہ الذین ضربوا رقاب الکذابین المکذبین بہم الاتقیاء الاصفیاء اما بعد مخفی نرہے کہ اس چودھویں صدی کے وہابیوں نے اول تو امکان کذب باری کو عین ایمان جانکر اسکو عوام میں شہرت دی اور یہی کہتے رہے کہ کذب باری ممکن ہے وقوع اسکا محال ہے اب انکے بعض علماء نے وقوع کذب باری کو قبول کر لیا امکان کذب باری کی شہرت حضرت **گنگوہی صاحب** سے شروع ہوئی کہ اول مسئلہ براہین قاطعہ رد انوار ساطعہ میں یہی امکان کذب باری لکھا ہے بعضے انکے طرفداروں نے وقوع تک نوبت پہنچائی حضرت **گنگوہی صاحب** سے وقوع کذب کے بارے میں فتویٰ طلب کیا گیا حضرت **گنگوہی** نے صاف لکھدیا کہ وقوع کذب باری کا قائل کافر و بدعتی و ضال تو کیا بلکہ فاسق بھی نہیں ہے اور وقوع کذب باری کے معنے درست ہونا فرمایا اور ایسے چند امور دوسرے لکھدئے عوام کے ایمان کی حفاظت کیواسطے یہ تقریر مختصر **راقم** نے کرنا مناسب جانا اللہ تعالیٰ بکرمہ وبفضلہ نافع کرے آمین یارب العالمین **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق اس قائل نے جماعت کثیرہ علماء سلف کیطرف نسبت قبول کرنے خلف وعید کی کی ہے **در مختار** میں ہے والفرق بین السلف والخلف ان السلف الصدر الاول من التابعین منہم ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ والخلف بالفتح من بعدہم الخیر **شرح ہدایہ عینی** میں ہے المراد من السلف الصحابۃ والتابعون وابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ منہم **مجمع الانہر** میں ہے السلف الصحابۃ والعلماء المجتہدون ان تمام عبارات علماء سے واضح ہے کہ سلف صحابہ و تابعین و مجتہدین کو کہتے ہیں علماء کی بول چال میں اسکے موافق اس قائل کے قول کے یہ معنے ہوئے کہ جماعت کثیرہ صحابہ و تابعین و مجتہدین وقوع خلف وعید کو قبول کرتی ہے اور یہ سراسر غلط اور رد ہے کہ وہی ناقصین فی السلم کی ہے ان اکابرین

مین سے یہ کوئی قبول نہین کرتا ہو بلکہ بعض اشاعرہ غیر محققین بلکہ ظاہر بین وقوع خلف وعید کو قبول کرتے ہین **شامی** مین ہو هل یجوز الخلف فی الوعید فظاهر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازه لانه لا یعد نقصا بل جودا وکرما وصرح التفتازانی وغیره بان المحققین علی عدم جوازه وصرح النسفی بانه الصحیح لاستحالته علیه تعالی انتهی اس عبارت سے واضح ہو کہ اشاعرہ غیر محققین جواز خلف وعید کے قائل ہین اور محققین اسکو قبول نہین کرتے ہین شیخ الشیوخ اس قائل کے **شاہ عبد العزیز صاحب** فرماتے ہین **تفسیر عزیزی** مین تحت آیت فلن یخلف الله عہده کے بعضی از ظاہر بینان گفتہ اند کہ خلاف در وعدہ نیک نقصان ہست ودر وعید بر لطف وکرم مبنی ہست بر قیاس غائب بر شاہد ودر حق او تعالی کہ مبرا از جمیع عیوب ونقائص ہست خلاف خبر مطلقاً نقصان ہست خواہ نیک باشد خواہ بد اس سے ظاہر ہو کہ بعضے ظاہر بین لوگ غائب کو حاضر وشاہد پر قیاس کر کے اسکے قائل ہوئے ہین اور یہ قائل ہونا انکا مردود ہو چنانچہ شاہ صاحب بھی رد کرتے ہین پس واضح ہو کہ خلف وعید کو فقط بعض اشاعرہ غیر محققین وظاہر بین نے قبول کیا ہو اور یہ لوگ قبول کرنیوالے جو بعضے اشاعرہ ظاہر بین ہین مجتہدین وصحابہ وتابعین مین سے ہرگز نہین ہین پس یہ سلف مین سے نہین ہین پس سلف کیطرف یہ نسبت قبول کرنیکی کرنا ونیز افترا اور بہتان ودروغ محض ہو اور لفظ سلف سے مراد یہ بعضے اشاعرہ غیر محققین وظاہر بین لینا مخالف عرف علماء واکثر الاستعمال کے ہو اور ظاہر کے خلاف ہو اور مخالف عرف وظاہر کی نیت خصوصاً ایسے موقع مین مقبول نہین ہو اسکے نظائر کتب فن مین موجود ہین اگر ان حضرات کو وقوف ہووے تو دریافت کرلین یا بلا قرینہ عرف کی مخالف نیت کا درست ہونا اور دوسرے کے نزدیک ثابت ہونا منوی کا مخالف عرف وظاہر کے تصریحات علماء سے ثابت کرین تقول باطل کسیکا مقبول نہین ہو یہ حضرات بدون حوالہ علماء کے ایسے ہی تقول باطل کیا کرتے ہین اور فقط اپنے توہمات کو ہی دوسرونکے حق مین دلیل شرعی قرار دیتے ہین کوئی اہل عقل اسکو قبول نہین کرتا ہو پس اس قائل کے قول سے صحابہ وتابعین ومجتہدین پر بہتان وافترا ہونا ثابت ہو اور بعضے اشاعرہ غیر محققین ظاہر بین جو قائل خلف وعید کے ہوئے ہین تو وہ اوس خلف وعید کے قائل نہین ہوئے ہین کہ جسمین کذب باری لازم آتا وہ قبول کرین اور وقوع خلف وعید سے وقوع کذب باری کو وہ تسلیم کرین بلکہ وہ اوس خلف وعید کے قائل ہوئے ہین کہ اوسکے وقوع سے کذب باری لازم آتا نہین اسکو قبول کرتے ہین چنانچہ وہ جو خلف وعید مین کرم ہونا وجہ جواز کی بیان کرتے ہین تو وہ اوسی خلف وعید کیطرف اشارہ کرتے ہین کہ جو کذب باری وتبدیل سے بالکل مبرا ہو نہ اوس سے امکان کذب باری مفہوم ہو نہ وقوع کذب باری کی اوسمین بو ہو چنانچہ اونکی مراد علماء نے بیان فرمائی ہو **حاشیہ عبد الحکیم علی الخیالی** مین ہو مراد ذلك البعض بقولهم ان الخلف فی الوعید کرم ان الکریم اذا اخبر بالوعید فاللائق بحاله ومقتضی کرمه ان یبتنی اخباره علی المشیة فجمیع العمومات الواردة فی الوعید معلقة بالمشیة وان لم یصرح بها زجرا للعاصین ومنعا لهم فلا یلزم

الکذب والتبدیل بخلاف وعد الکریم فانہ یجب ان یکون قطعیا لان جواز الخلف فیہ لوم لایلیق بشانہ فلا یجوز
بتعلیقہ بالمشیۃ انتہی اگر اس کتاب تک کسی کا مبلغ علم نہ تھا تو عبارت **شیخ عبد الحق محدث دہلوی** کی
تکمیل الایمان رسالہ فارسی میں ہو دیکھلی ہوتی اوس سے بھی یہ مطلب حاصل ہو وہ عبارت یہ ہو جواتیس است کہ
بقرینہ کرم در اخبار وعید شرط مشیت مقدر بود اگرچہ تصریح بدان نکردہ باشد وخبر وعدہ حتما مقتضیا باشد وآیات واحادیث
کہ در انجا تصریح بمشیت وقوع یافتہ است نیز قرینہ آن تواند بود یا خود مراد از اخبار وعید استحقاق عذاب است نہ وقوع بالفعل یا مراد
بدان انشاء وعید است نہ حقیقت اخبار پس کذب وتبدیل لازم نیاید انتہی عبارت اول کا یہ مطلب ہے کہ بعضے لوگ جو کہتے ہیں
کہ خلف وعید میں کرم ہو اونکے اس قول کی یہ مراد ہو کہ جب کریم خبر وعید کی دیوے تو لائق اوسکے حال کے اور مقتضی اوسکے
کرم کا یہی ہو کہ اخبار وعید کو مشیت پر مبنی کرے باینطور کہ عذاب دینا ہماری مشیت پر موقوف ہو ہم چاہینگے تو عذاب دینگے پس
جب لایق حال کریم ومقتضی اوسکے کرم کا یہی ہوا تو جسقدر خبریں عام وعید میں وارد ہوئی ہیں اگرچہ صراحۃً اونمیں یہ قید
نہیں فرمائی ہو واسطے جھڑکی گنہگاروں کے اونکو بغیر اس قید مشیت کے فرمایا ہو لکن واقع میں وہ تمام خبریں عامہ معلق بمشیت
ہیں یعنے مسلمان گنہگار و نکو ہم چاہینگے تو عذاب دینگے اور جس خبر میں وعدہ ثواب کا فرمایا ہو وہاں لائق شان کریم وجواد کی
ہو کہ اونکو مشیت پر موقوف نرکھے اور کرم وفضل سے اپنے اونکا واقع کرنا واجب کرے اور اونکا واقع ہونا واجب وضرور ہووے کیونکہ
وعدہ ثواب کا خلاف لوم وملامت ہے اور دوسری عبارت کا بھی یہی مطلب ہے کہ ساتھ قرینہ کرم کے اخبار میں شرط مشیت مقدر ہے
اگرچہ صراحۃً یہ شرط بیان نہیں کی ہو اور جن آیات واحادیث میں شرط مشیت کی تصریح واقع ہوئی ہو وہ بھی قرینہ اسکا ہوسکتی ہیں
کہ جنمیں یہ شرط بظاہر مذکور نہیں ہو اونمیں بھی یہ شرط مشیت مقدر ہو یا مراد اخبار وعید سے فقط استحقاق عذاب کا ہو یہ مراد نہیں
کہ یہ بالفعل ہر ایک گنہگار کے حقمیں واقع بھی ہوگا یا مراد انشاء وعید سے نہ حقیقت اخبار اور دوسرے بہت کتب میں ایسے ہی جواب
موجود ہیں اونکی عبارات نقل کرنمیں طول ہو دیکھو جب خلف وعید کے معنے مجوزین خلف وعید کے نزدیک یہ ہوئے تو ان
معنے میں بو بھی کذب باری وامکان یا وقوع کی نہیں ہو پس اس سے واضح ہو کہ مجوزین خلف ایسے خلف وعید کے قائل
نہیں جسکے وقوع سے وہ کذب کا وقوع بھی قبول کریں مجوزین خلف وعید کے قول جواز خلف وعید سے یہ یقین کرلیا کہ وہ وقوع
کذب باری کے بھی قبول کرنیوالے ہیں یہ اونپر افترا ہو پس سلف وخلف ومحققین وغیر محققین یا ریب میں وظاہر ہیں کسی اہل حق کے
مذہب میں وقوع کذب باری تعالی جایز نہیں ہو اگرچہ اس کہنے میں کہ خلف وعید جایز ہو باعتبار معنے کے کچھ قباحت نہیں ہو جیسا کہ
ابھی معلوم ہوا لکن لفظا خلاف کا بولنا خدا تعالی کی خبر کی نسبت اچھا نہیں ہو ظاہراً وصورۃً اسلئے علماء متبحرین محققین اشاعرہ
وماتریدیہ اسکے کہنے کو جایز نہیں رکھتے ہیں اور بہت سے امور ایسے ہیں کہ اگرچہ باعتبار معنے کے اونمیں قباحت نہو وے لکن بسبب تشبیہ و
صورت کے ممنوع ہوگئے ہیں راعنا کا لفظ مسلمان صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم انحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حقمیں کہتے تھے
معنے قبیح کا وہ خیال نہیں کرتے تھے تاہم تشبیہ یہود کے ساتھ صورت میں ہوتا تھا خدا تعالی نے منع فرمایا شفا **قاضی عیاض**

میں ہے ان الیہود کانوا یقولون راعنا یا محمد ای ارعنا سمعک واسمع منا و یعرضون بالکلمۃ یریدون الرعونۃ
فنہی المؤمنین عن التشبہ بہم ولو فی الصورۃ اور ایسے ہی انا مؤمن ان شاء اللہ حنفیہ شافعیہ کے درمیان مختلف فیہا ہی حنفیہ منع کرتے
ہیں شافعیہ جائز رکھتے ہیں اگر اس کہنے میں شک یا تردد کا قصد نہو وے تبرک و تیمن بذکر الٰہی و نفی عجب و نحوہا کا قصد ہو تو حنفیہ کے
نزدیک بھی جائز ہو لیکن چونکہ صورت شک ہے اس کہنے میں اگرچہ معنی قبیح نہووے اسلئے کہنا اسکا اچھا نہیں **تکمیل الایمان**
شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں ہے و اگر بقصد تبرک و تیمن بذکر الٰہی و نفی عجب و تزکیہ نفس و ابہام عاقبت باشد تردد در حصول ایمان کامل
نیست کہ اولئک ہم المؤمنون حقا بدان اشارت میکند گو بد روا باشد و معہذا نگوید بہتر تا صورت شک و توہم و تردد در ایمان نبود
در زبان نزد انتہی پس تشبہ صورت کے سبب سے جیسے راعنا کہنا ممنوع ہوا اور انا مؤمن ان شاء اللہ کہنا اچھا نہیں ہے اور جیسے کہ تحیت
سجدہ کا تشبہ انکار کے سبب سے اور دروازہ مسجد کا بند کرنا تشبہ منع کے سبب سے مکروہ و ناجائز لکھا ہے ایسے ہی تشبہ صوری کے سبب سے خلف وعید
کا لفظ بہ نسبت خدا تعالی کے کہنا محققین ناجائز فرماتے ہیں اور اسکا کوئی قائل نہیں ہوا اور کسی نے تصریح نہیں کی ہے کہ مجوزین خلف وعید
کے نزدیک امکان کذب باری یا وقوع کذب باری تعالی جائز ہے بلکہ معتبرین و محققین علماء تصریح فرماتے ہیں کہ بالاجماع کذب باری باطل ہے
اور بالاتفاق نقص ہے اور اجماع عقلاء کا ہے کہ خدا تعالی کذب سے منزہ ہے اور اجماع ہے کہ کذب منتفی ہے اور کذب باری کا نقص عقلی ہونا
بالاتفاق ہے اور کذب کے قبح عقلی ہونے میں کسیکا نزاع نہیں ہے چنانچہ چند محققین کی عبارتیں جو اس مدعی پر دال ہیں نقل کیجاتی ہیں **تفسیر کبیر**
میں ہے فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالٰی منزہ عن الکذب **مسلم الثبوت** و **شرحہ لبحر العلوم** میں ہے والجواب ان ای المذکور
نقص فیجب تنزیہہ تعالٰی عنہ کیف وقد مر انہ لانزاع فیہ فانہ عقلی باتفاق العقلاء انتہی اور **مواقف** میں ہے یمتنع علیہ الکذب اتفاقا
خیالی میں ہے الکذب منتف بالاجماع **حاشیہ عبدالحکیم** میں ہے لو لم یقع لزم الکذب فی کلامہ تعالٰی وھو باطل بالاجماع انتہی
شرح مقاصد میں ہے لزوم الکذب فی اخبار اللہ تعالی مع الاجماع علی بطلانہ ولزوم تبدیل القول مع النص علی انتفائہ
مشکل انتہی اور **مواقف** میں قبل خاتمہ کے ہے وقد اجمعوا علی حدوث العالم ووجود الباری وانہ لا خالق سواہ وانہ قدیم
متصف بالعلم والقدرۃ وسائر صفاتہ الجلالیۃ ولا شبیہ لہ ولا ضد ولا ند ولا یحل فی شیٔ ولا یقوم بذاتہ حادث ولیس
فی حیز ولا جہۃ ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال ولا الجہل ولا الکذب جب ان تصریحات علماء متبحرین سے اتفاق و اجماع ہونا کذب
کے بطلان و انتفاء و نقص پر ثابت ہے تو یہ امر ظاہر ہے کہ مجوزین خلف وعید کا خلاف کذب کے بطلان و استحالہ میں نہیں ہے اور ان
محققین کے نزدیک انکا یعنے مجوزین خلف وعید کا قول و مذہب یہ ہرگز نہیں ہے کہ کذب باری کا امکان یا وقوع جائز ہے اگر مجوزین
خلف کذب باری کے امکان یا وقوع کے قائل و معتقد ہوتے یا صحابہ یا تابعین یا مجتہدین و من بعدہم میں سے کسیکا قول ہوتا یا اشاعرہ
و ماتریدیہ میں کوئی امکان یا وقوع کذب باری کیطرف گیا ہوتا تو ضرور علماء محققین و معتبرین میں سے کوئی تو ذکر کرتا کہ فلاں
صحابی یا تابعی یا تبع تابعین یا مجتہد یا مشایخ یا فلاں اشاعرہ ماتریدیہ میں سے استحالہ و بطلان کذب باری تعالی کو قبول نہیں
کرتا ہے وہ امکان یا وقوع کذب باری تعالی کا قائل ہے جیسے دوسرے مسائل صحابہ و تابعین وغیرہم کے خلاف کو علماء

قبیح ہیں ذکر کرتے ہیں کتب دینیہ فقہ و اصول و عقائد میں دیکھو جن مسائل میں کسیکا اختلاف و خلاف ہوتا ہے اوسکو علماء
ضرور ذکر کرتے ہیں فروعات میں اختلافات بہت ہیں بہت ذکر کرتے ہیں عقائد میں اختلاف کم ہے کم ذکر کردیتے ہیں مسئلہ
تکوین و انا مؤمن ان شاء اللہ میں مثلاً اختلاف ہے کتب عقائد میں مذکور ہے ایسے ہی کذب باری کے درمیان میں اگر ان اکابرین
اہل حق میں سے کسیکا اختلاف ہوتا تو ضرور علماء ذکر کرتے جب وہ ذکر نہ کیا بلکہ برعکس اوسکے اتفاق و اجماع و استحالہ
و بطلان کذب باری پر ذکر کیا جیسا کہ ابھی اوپر کتب دینیہ معتبرہ مذکورہ سے گذرا ہے تو یہ بات بدیہی ہے کہ اسمیں کسی اہل حق
کا اکابرین مذکورین میں سے خلاف نہیں ہے نہ سلف کا نہ خلف کا بلکہ غیر اسلام فرقہ حکماء کا بھی کذب باریتعالی کو محال
کہتا ہے **شرح مسلم الثبوت** میں ہے لکونہ من الاستحالۃ العقلیۃ داثبتہ الحکماء ای اثبت کونہ نقصا مستحیل اتصاف
تعالی بہ الفلاسفۃ مع کونہم لایسندون اقوالہم الی نبی من الانبیاء انتہی اور فرقوں مدعیہ سے بھی کوئی قائل امکان یا
وقوع کذب باریتعالی کا نہیں ہے سوا ایک فرقہ کے معتزلہ میں سے کہ وہ مرداریہ ہے وہ خدا تعالی کو کذب اور ظلم پر قادر کہتا ہے
اور بھی اوسکے اقوال قبیحہ اس قسم کے ہیں مواقف و شرحہ میں مذکور ہیں اگر اس فرقہ کے خلاف کے سبب سے کوئی شخص
امکان کذب باری یا وقوع کذب باری کے قائل کو کافر یا بدعتی ضال یا فاسق نجانے تو دوسرا فرقہ معتزلہ کا دو خدا کا قائل ہے
چنانچہ **شرح مواقف** میں ہے الحابطیۃ ہو احمد بن الحابط نسب اتباعہ الیہ وہو اصحاب النظام قالوا للعالم الہان
قدیم وہو محدث والمحدث ہو المسیح والمسیح ہو الذی یحاسب الناس فی الآخرۃ وہو المراد بقولہ جاء ربک والملائکۃ
صفا صفا وہو الذی یأتی فی ظلل من الغمام وہو المعنی بقولہ علیہ السلام ان اللہ خلق آدم علی صورتہ وبقولہ علیہ السلام
یضع الجبار قدمہ فی النار وانما سمی المسیح لانہ قدر الاجسام وخلقہا انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ یہ فرقہ معتزلہ کا
دو خدا کا قائل ہے پس خدا تعالی کی وحدانیت میں بھی خلاف ہوا پس چاہیے کہ دو خدا کہنے والے کو بھی کافر یا ضال یا فاسق
نہ کہنا چاہیے اور اہل حق تو جس طرح دو خدا کہنے والے کو کافر جانتے ہیں ایسے ہی امکان یا وقوع کذب باریتعالی کے قائل کو بھی
کاذب جانتے ہیں اسلئے کہ جیسے دو خدا کہنا مخالف دلیل عقلی و شرعی کے ہے ایسے ہی امکان و وقوع کذب باری بھی مخالف
دلیل عقلی نقلی کے ہے جیسے آیت قرآنیہ الہکم الہ واحد سے تعدد الہ کا اعتقاد کفر ہے کیونکہ مخالف آیت مذکورہ کے ہے ایسے ہی
من اصدق من اللہ حدیثا سے کذب باری کے امکان یا وقوع کا اعتقاد رکھنا کفر ہے کیونکہ مخالف آیت مذکورہ کے ہے اور
جس طرح تعدد الہ منافی واجب الوجود کے ہے اور منافی ذات پاک کے ہے ایسے ہی کذب باریتعالی بھی منافی اوس ذات پاک
کے ہے تعدد الہ با ینطور منافی ذات واجب الوجود کے ہے اگر دوسرا خدا ہوگا تو خدا ہونیکے واسطے واجب الوجود ضرور ہے ممتنع الوجود
یا ممکن الوجود کا خدا نہونا بدیہی ہے عقلاء کے نزدیک پس جیسے جناب باری عز اسمہ واجب الوجود ہے دوسرا خدا بھی واجب الوجود
ہوگا واجب الوجود ہوئیں جب دونوں خدا شریک ہوئے تو ہر ایک کو دوسرے سے جدا و ممتاز و مغایر ہونیکے واسطے ایک
ایک چیز دوسری دونوں میں ہونا چاہیے پس ہر ایک میں دو دو چیزیں ہوئیں تو ہر ایک مرکب ہوگیا اور مرکب اپنے اجزا کی

طرف محتاج ہوتا ہے پس ہر ایک محتاج ہوگا اور احتیاج منافی وجوب الوجود ہے یا اسی قسم کے کوئی دوسری تقریر تقریرات علما
مین سے بیان کیجائے جو منافی ذات پاک ہووے پس اسیطرح کذب باری کا منافی ذات واجب الوجود کے ہے کیونکہ وہ ذات
پاک مستجمع جمیع صفات کے ہے اور منزہ ہے جمیع عیوب اور نقائص سے اور تنزیہ عن النقائص کے اتصاف بالنقائص منافی ہے
اور کذب باریتعالی بھی نقائص مین سے بالاجماع ہے چنانچہ اوپر کی عبارات سے واضح ہے اور یہ عبارت **شرح مواقف**
کی ہے وانہ (ای الکذب) نقص و النقص علی اللہ محال اجماعا انتہی جس سے کذب کا نقص ہونا اور نقص کا بالاجماع خدا تعالے
کے حقمین محال ہونا واضح ہے اسیواسطے کہ وجوب الوجود و ذات منزہ عن النقائص کے منافی ہے اتصاف بالنقائص پس کذب
کا منافی ذات واجب الوجود و ذات منزہ عن النقائص کے ہونا واضح ہے پس جسطرح دلیل عقلی و نقلی سے تعدد الہ محال ہے
ایسے کذب باریتعالی دلیل عقلی و نقلی سے محال ہے اور منافی ذات واجب الوجود کے ہے اور جسطرح قائل تعدد الہ کا فر ہے قائل
کذب باریتعالی بھی کافر ہے اگر کسیکو تصریح معلوم نہو وے کہ خدا تعالی کے حقمین گمان کذب کا کرنیسے کافر ہوجاتا ہے تو تصریح یہ موجود
ہے **امام رازی تفسیر کبیر** مین تحت آیت اذا استیاس الرسل الآیۃ کے فرماتے ہین لان المومن لا یجوز ان یظن باللہ
الکذب بل یخرج بذلک عن الایمان فکیف یجوز مثلہ علی الرسل اور کذب کا نقص ہونا اور معلوم ہوا اور نقص خدا تعالی
کیطرف نسبت کرنیسے کافر ہونا اس عبارت **عالمگیریہ** سے بھی واضح ہے یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجہل
او العجز و النقص انتہی اور اس سے طعن قرآن مجید و کل شریعت مین ہونا اس عبارت **امام رازی** سے جو تحت آیت و من یقتل
مومنا الآیۃ کے ہے واضح ہے و معلوم ان فتح ھذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن و کل الشریعۃ انتہی اور **شرح مواقف** مین
موجود ہے فاذا جاز وقوع الکذب فی کلامہ ارتفع الوثوق عن اخبارہ بالثواب و العقاب و سائر ما اخبر بہ من الاحوال
الآخرۃ یعنے خدا تعالی کے کلام مین کذب واقع ہوگا تو ثواب و عذاب و باقی خبرون آخرت کا اعتبار جاتا رہیگا اور اسیطرح
کذب باری ممکن یا واقع ہوگا تو معجزہ بھی صدق نبی علیہ السلام پر دال نہوگا پس ثبوت نبوت کا بھی نہوگا یہ تمام کفریات
قائل کذب باری کے امکان یا وقوع پر لازم آتے ہین اور تمام امور اعتقادیہ ایمانیہ درہم برہم ہوئے جاتے ہین پس واضح ہے
کہ امکان یا وقوع کذب باری کا کوئی اہل اسلام قائل نہین ہے تمام اہل اسلام و عقلاء سوائے فرقہ مزداریہ کے یا اونکے
بھائی وہابیہ کے کوئی امکان کذب باری باریتعالی کا قائل نہین ہے اشاعرہ و ماتریدیہ محققین و ظاہرین تمام کذب باری
کے استحالہ کے قائل ہین اور ادلہ قطعیہ عقلیہ سے جیسے تعدد الہ باطل ہے اور قائل اوسکا کافر ہے ایسے ہی کذب باریتعالی کا قائل
بھی کافر ہے اس شخص مجیب نے مجوزین خلف وعید پر قائل ہونے وقوع کذب کا بہتان لگایا ہے اونکے کذب باریتعالی
کے وقوع یا امکان کے قائل نہونے پر چند امور دال ہین ایک یہ کہ علماء مجوزین بالاجماع کذب باریتعالی کا باطل و نقص
عقلی ہونا فرماتے ہین اور بالاتفاق اوسکا محال ہونا بیان کرتے ہین اگر سلف یا خلف محققین یا ظاہرین سے کوئی
بھی امکان و جواز کا قائل ہوتا تو اتفاق و اجماع انکا فرماتے بلکہ صراحۃً ذکر کردیتے کہ فلان صحابی یا تابعی یا مجتہد یا محقق

یا غیر محقق کا اسمین خلاف ہو جیسا کہ مسائل مختلف فیہا اعتقادیہ و عملیہ مین جسطرح خلاف ہوتا و ذکر کر دیتے ہین ایس اختلاف ذکر نہ کرنا اور اتفاق و اجماع کی تصریح کرنا دلیل واضح ہو کہ ہرگز کوئی بھی سلف و خلف اشاعرہ و ماتریدیہ سے وقوع یا امکان کذب باریتعالی کا قائل نہین ہو **دوسرا امر** یہ ہو کہ قائلین خلف وعید کیطرف سے ایسے اجوبہ نقل کرتے مین کہ لزوم و تبدیل قول مجوزین خلف وعید پر ہرگز لازم نہین آتا ہو اگر اونکے نزدیک کذب باریتعالی جایز ہوتا تو کوئی عالم تو یہ ذکر کرتا کہ مجوزین خلف وعید کذب باریتعالی کے قائل ہین اونکے نزدیک کذب لازم آئیگا خلف وعید مین اونکے نزدیک استحالہ لازم نہین آتا ہو جب یہ کسیئے بالتصریح بیان نہ کیا تو واضح ہو کہ انکے نزدیک کذب باریتعالی کا وقوع یا امکان جایز نہین اسیواسطے اونکی طرف کوئی عالم یہ نسبت نہین کرتا اور **تیسرا امر** یہ کہ ادلہ قطعیہ عقلیہ و نقلیہ سے مانند تعدد الہ کے کذب باری باطل ہو اور جیسے قائل تعدد الہ کا فر ہو ایسے ہی قائل کذب باری بھی کافر ہوتا اور یہ معلوم ہو چکا پس سلف و خلف و اشاعرہ و ماتریدیہ محققین و غیر محققین جو اہل اسلام ہین خصوصا اہلسنت و جماعت اونکے حقمین یہ گمان کرنا کہ اُنھون نے مخالف ادلہ قطعیہ عقلیہ و نقلیہ کے ایسا امر جسکا کفر ہونا ثابت ہو اور تمام امور اعتقادیہ کی بیخکنی جس سے ہوئی جاتی ہو اپنا مذہب و ملت ٹھہرایا ہو عقل سلیم مین ہرگز نہین آسکتا ہو اور اسکا صدور اونسے ہرگز کوئی اہل اسلام قبول نہین کرسکتا ہو اول تو انکے قول سے اسکا بوضاحت ثبوت نہین اگر بالفرض اونکا کلام اسپر دال بھی ہوتا تو جب بھی معنی ظاہری اوسکی مراد ہونا عقل سلیم کے نزدیک نہین ہوسکتا ہو تو اونکے کلام کو مأول و مصروف عن الظاہر کرنا واجب و ضرور ہوتا پس کسی اہل اسلام کی عقیدہ مین وقوع کذب کا ثبوت یا امکان کذب کا ثبوت نہین ہو کہین کسیئے بطور معارضہ فاسدہ بالفاسد و الزام بمقابلہ خصم قول متعددیت و امکان کا کر دیا تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اوس معارض و ملزم کا وہی عقیدہ و مذہب ہے حجج الزامیہ سے کتب فن مملو ہین ادلہ توحید مین بھی اسطرح کبھی محققین نے کہدیا ہو اور معارضہ فاسدہ بالفاسدہ و الزام کے طور پر قول ایسا بیان کر دیا ہو جس سے توحید کے مخالف ثابت ہووے کتب کلامیہ کو دیکھو اونمین یہ ہی پاؤگے نہیں کیا اس سے یہ لازم آتا ہو کہ قائل کا عقیدہ توحید کا نہین ہو ایسا خیال تو کوئی بڑا احمق بھی نکریگا چہ جائیکہ کوئی عالم عاقل اگر کوئی یہ کہے کہ بالنظر الی الذات مع قطع النظر عن الدلیل یہ امتناع معلوم نہین ہوتا ہو یہی امکان کذب ہو تو جواب اسکا بعد تسلیم اس امر کے کہ کذب باری من حیث ہو کذب باری بالنظر الی الذات ممکن معلوم ہوتا ہو یہ دیا جاسکتا ہو کہ اگر یہی امکان امکان بالذات ہو تو چاہئے کہ تعدد الہ بھی ممکن بالذات ہو جاوے کیونکہ تعدد الہ کا بطلان بھی دلیل سے ہی معلوم ہوتا ہو اور توحید جاننے کیواسطے احتیاج دلیل کی ہوتی ہو اسیواسطے علماء متبحرین ادلہ قایم کرتے ہین اور حاشیہ **عبد الحکیم علی الخیالی** مطبوعہ نولکشور صفحہ ۵۴ سطر ۱۹ مین بھی یہ موجود ہو لا فرق فی الالہین والجہین القدیمین فی ان وجود کا منہما ممتنع بالنظر الی الدلیل عند المتکلمین و ممکن بالنظر الی ذاتہما مع قطع النظر عما سواہا کما لا یخفی انتہے پس ایسا امکان تو تعدد الہ مین بھی ہو لیکن یہ امکان بمعنی کون الشئی بحیث لم یحکم العقل عند التخلیہ بامتناعہ تحققہ ولا بوجوبہ ہو اسکو امکان ذہنی

کہتے ہیں امکان ذاتی سے عام ہے یعنے یہ امکان وہان بھی پایا جاتا ہے جہان ممکن بالذات نہین ہوتا ہے یعنے ممتنع بالذات کو بھی یہ امکان شامل ہے حاشیہ چلپی علی الخیالی مین ہے کون الشئ بحیث لم یحکم العقل عند التخلیۃ بامتناع تحققہ ولا بوجوبہ ھو الامکان الذھنی وھو اعم من الامکان الذاتی لتحققہ فی الممتنع بالذات الذی امتناعہ علی العقل اذا کان معرفۃ امتناعہ کسبیا انتہی حاشیہ عبد الحکیم علی الخیالی مین ہے قولہ ھذا ھو الامکان الذی الخ یعنی عدم الحکم بامتناعھا بعد التخلیۃ ھو الامکان المفسر بتجویز الذھن وفرضہ مع عدم المانع الشامل للممتنع الذی یکون العلم بامتناعہ کسبیا اذ یصدق علیہ ان العقل بعد التخلیۃ لا یحکم بامتناعہ انتہی پس یہ امکان منافی ممتنع بالذات کے نہین ہے پس کذب باریتعالی وتعدد الٰہ دونون ممتنع بالذات ہی رہے امتناع ذاتی نظری وکسبی ہونیکے باعث سے ناقصین فی العلم امتناع ذاتی کو نہین سمجھتے ہیں بلا دلیل کذب باریتعالی کو ممکن بالذات بتلاتے ہین اور وقوع کذب باری کو درست کہکر ایمان کھوتے ہین منصفین عاقلین اس تقریر کو خیال فرما کر کذب باری کے محال بالذات اور قائلین امکان ووقوع کذب باری کے عقیدہ کفریہ پر واقف ہوجاوینگے جب فقط اس امکان ذہنی کے سبب سے کذب باری کو ممکن یہ لوگ جانتے ہین اور جابجا کہتے پھرتے ہین اور اخبارات واشتہارات مین بھی مطبوع کرادیا ہے کہ خدا تعالی جھوٹ بول سکتا ہے تو معلوم ہوگیا کہ ایسا امکان ذہنی متکلمین کے نزدیک تعدد الٰہ مین بھی ہے پس چاہئے کہ یہ بھی کہتے پھرین کہ ہان ہان دو خدا بھی ہوسکتے ہین نعوذ باللہ من ذلک اور مولوی احمد حسن صاحب کے رسالہ کی جو عبارت ناتمام اس مجیب نے لکھی ہے تو اوس سے ناواقف لوگ یہ خیال نہ کرین کہ مولوی احمد حسن صاحب بھی مانند اس مجیب کے مجوزین خلف وعید کو قائل وقوع کذب باری کا نعوذ باللہ من ذلک بتاتے ہین یا وہ اسکو ثابت کرتے ہین کیونکہ اونھون نے اس عبارت کے قریب تصریح کردی ہے کہ وقوع کذب باری بالاجماع باطل ہے جس سے واضح ہے کہ اسکا کوئی قائل نہین ہے اور انھون نے بھی اپنے رسالہ مین یہی ثابت کیا ہے کہ مجوزین خلف وعید ہرگز امکان کذب باری کے قائل نہین ہین پس اس غرض کے واسطے عبارت مولوی احمد حسن صاحب اگر اس مجیب نے نقل کی ہے تو یہ سراسر عوام کو فریب مین ڈالا ہے اور کوئی دوسری غرض صحیح اسکے نقل کرنیسے ظاہر نہین ہے اور یہ جو کہا کہ کذب بولتے ہین قول خلاف واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے گاہ وعدہ گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہین اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے انسان ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوگا انتہی یہ بھی مجیب صاحب کے فہم وعلم کی خبر دیتا ہے اول اس کلام مین یہ ہے کہ جب وعید ووعدہ وخبر کو کذب کے انواع قرار دیے اور کذب ان انواع کی جنس قرار دی ہے اور مثال حیوان وانسان کی دی ہے تو اس سے واضح ہے کہ اس مجیب کے نزدیک یہ کذب ان انواع کا جزء ہے جیسا کہ حیوان انسان وبقر وغنم وفرس وغیرہا کا جزء ہے پس لازم آتا ہے کہ کوئی وعدہ ووعید وخبر صادق نہو کیونکہ جب کذب جزء ہوا تو کذب کا انفکاک کہ جزء ہے ان امور سے محال ہوا لاستحالۃ وجود الکل بدون الجزء اب اگر صدق ان امور مین پایا جاویگا تو اجتماع نقیضین لازم آویگا کیونکہ صدق کذب کا نقیض ہے اور اجتماع نقیضین محال بالذات ہے پس

وعدہ و وعید و خبر کا صادق ہونا محال بالذات ہوا پس تمام اخبار و وعدات و وعیدات خواہ خالق کے ہوں خواہ مخلوق کے سب کا کاذب ہونا اور صادق نہونا اس مجیب کی تقریر سے لازم آیا اور خدا تعالی و رسل علیہم السلام کے اخبار و وعدات و وعیدات کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا اور انکے وعدات و وعیدات و اخبار کا جزء کذب کو کہنا جس سے صدق انکا محال بالذات ہوتا ہو کفر صریح ہو اور یہ بھی لازم آیا کہ کوئی خبر خواہ متواتر ہووے یا غیر متواتر موجب یقین ہرگز نہووے اور حال انکہ خبر متواتر کا موجب یقین ہونا بالاجماع ثابت ہو اور قطع نظر متکلم فقط بالنظر الی الخبر جو خبر کو محتمل کذب کہتے ہین تو اوس سے کسی جاہل کو یہ وسواس نہووے کہ خبر کا کذب جزء ہو کیونکہ یہ علماء محققین نے تصریح فرمادی ہو کہ خبر تو موجب و سبب صدق ہی ہوتی ہو اور خبر کو دخل ایہام کذب مین ہرگز نہین ہو ایہام کذب فقط ایک احتمال عقلی ہو کہ عقل اوسکے سلیقہ حکم کرتی ہو چنانچہ خیالی و عبد الحکیم مین ہو مصرح ہو خیالی مطبوع نولکشور کے صفحہ ۴ مین ہو والخبر سبب للاعتقاد واما وهم الکذب فلا مدخل للخبر فیه ولذا قیل مدلول الخبر هو الصدق والکذب احتمال عقلی انتهی اور عبد الحکیم مطبوع نولکشور کے صفحہ مین ہو لا مدخل للخبر فی ایهام الکذب بل هو احتمال یحکم به العقل واما الخبر فموجب الصدق فان قولنا زید قائم یدل علی ثبوت القیام لزید ضرورة انه موضوع له لکن لما جاز تخلف المدلولات الوضعیة عن الالفاظ الدالة علیها بالعدم العلاقة العقلیة احتمل عند العقل ان لا یکون مدلوله متحققا فلا یکون صادقا اس سے واضح ہو کہ خبر کو وہم کذب مین ہرگز دخل نہین پس وجود خبر و نحوہ کو مستلزم وجود کذب کا کہنا جہالت و غباوت صرف ہو الغرض کذب کو خبر و وعدہ و وعید کی جنس قرار دینا یہ سراسر باطل ہو ادنی عقل والا بھی اسکو باطل جانتا ہو چہ جائیکہ علماء اگر یہ مراد ہو کہ قول خلاف واقع کے وہ خلاف وعدہ و خلاف وعید و خبر خلاف واقع کے جنس ہو اول تو یہ مراد ہونا مجیب صاحب کے قول سے متبادر نہین ہو اور خلاف متبادر علامت مجازیت کی ہو اور مجاز بلا قرینہ درست نہین اور بعد تسلیم اس مراد کے جس خلاف وعید مین کہ وہ خلاف وعید صادر کا ہی کلام ہو اوسکے جنس کذب کوئی عاقل و اہل اسلام قبول نہین کرتا ہو جو قائلین خلف وعید کے ہین اونکی مراد اوپر معلوم ہو چکی ہو کہ وہ معلق مشیت ٹھہراتے ہین جسمین کذب کی ہرگز بو نہین ہو پس اوس کو خلف وعید کی جنس قرار دینا اور قائلین خلف وعید کا بھی یہی مذہب بنانا کہ وقوع کذب کے معتقد ہین اونکی مراد سے جاہل اور اس اعتقاد کا انکے ذمہ بہتان لگانا ہو اور حضرت مجیب نے وعدہ و وعید کو قسیم گردانا ہو خبر کا چنانچہ اسکے قول سے واضح ہو عاقل پر اور حالانکہ وعدہ و وعید دونوں خبر کے قسمین ہین پس قسم شی کو قسیم ان حضرت نے گردان دیا ہو بطلان اسکا عاقلین پر واضح ہو بلکہ اصل مسئلہ جواز خلف وعید معتزلہ کا ہو بعض اہلسنت نے معتزلہ کے اس مسئلہ مین موافقت فقط کی ہو چنانچہ **شرح شفا ملا علی قاری** مطبوعہ مصر جلد ثانی صفحہ ۵۳۴ مین ہو قولهم (المعتزلة) یجوز خلف الوعید لانه محض کرم مع ان الله تعالی ان الله لا یخلف المیعاد وقد جعلت فی هذه المسئلة رسالة مستقلة مسماة بالقول السدید فی خلف الوعید ردا علی بعض اهل السنة حیث وافق المعتزلة انتهی اس سے واضح ہو کہ اصل مین یہ مسئلہ اہلسنت کا نہین ہو بعض اہلسنت نے اس مسئلہ مین معتزلہ کی

موافقت کی ہو اور **شرح مقاصد** جلد ثانی صفحہ ۲۳ میں ہو نعم لزوم الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ مع الاجماع علی بطلانہ ولزوم تبدیل القول مع النص الدال علی انتفائہ مشکل فالجواب ان من تحقق العفو فی حقہ یکون خارجا عن عموم اللفظ بمنزلۃ الثابت فان قیل صیغۃ العموم المتعریۃ عن دلیل الخصوص تدل علی ارادۃ کل فرد مما یتناولہ اللفظ بمنزلۃ التنصیص علیٰ باسمہ الخاص فاخراج البعض بدلیل متراخ یکون نسخا وھو لا یجری فی الخبر للزوم الکذب وانما التخصیص ھو الدلالۃ علی ان المخصوص غیر داخل فی العموم ولا یکون ذلک الا بدلیل متصل قلنا ممنوع بل ارادۃ الخصوص من العام والتقیید من المطلق شائع من غیر دلیل متصل ثم دلیل التخصیص والتقیید بعد ذلک وان کان متراخیا بیان لا نسخ وھذا ھو المذھب عند الفقہاء الشافعیۃ والقدماء من الحنفیۃ وکانوا ینسبون القول بخلاف ذلک الی المعتزلۃ الا ان المتاخرین منھم یعدون ذلک نسخا ویخصون التخصیص بما یکون دلیلہ متصلا ویجوزون الخلف فی الوعید الخ اس سے صاف ظاہر ہو کہ بعض متاخرین خلف وعید کو جائز کہتے ہیں نہ متقدمین وسلف اور قدرت علی الکذب مع امتناع الوقوع کو جو مسئلہ اتفاقیہ بتایا ہو اور کہا ہو کہ اہمیں کسیکا خلاف نہیں ہو یہ بھی سراسر دروغ ہو کتب معتبرہ میں علماء متبحرین تصریح فرماتے ہیں کہ قدرت ممکنات صرفہ سے ہی متعلق ہوتی ہو اور ممکنات کے ہی ساتھ متعلق ہونا قدرت کا خاص ہو واجبات وممتنعات سے قدرت الٰہی متعلق نہیں ہوتی ہو بلکہ قدرت خداوندی کا ممتنعات وواجبات سے متعلق ہونا محال ہو کیونکہ قلب حقایق یا تحصیل حاصل محال لازم آتی ہو اگر قدرت کا متعلق ہونا واجبات وممتنعات سے فرض کیا جاوے چنانچہ اسکی تقریر کلام علماء میں آتی ہو اور ناقصین فی العلم اپنے قصور فی العلم کے سبب سے توہم فاسد کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کے تحت میں کذب باری داخل نہو گا تو خدا تعالیٰ کا عجز لازم آویگا انکی تمیز وعلم اونکو نہیں ہو کہ اقوال علماء دیکھکر معلوم کریں کہ ممتنعات وواجبات پر قدرت نہونیسے عجز لازم نہیں آتا ہو کیونکہ ممتنعات وواجبات وظیفہ ومحل قدرت نہیں ہیں عجز توجب لازم آتا کہ وظیفہ ومحل قدرت پر قدرت نہوتی کہ وہ ممکنات صرفہ ہیں یہ تمام علماء کے کلام میں مصرح ہو **شرح مواقف** مطبوع نولکشور صفحہ ۵۹۰ میں ہو ان علمہ تعالیٰ یعم المفہومات کلہا الممکنۃ والواجبۃ والممتنعۃ فہو اعم من القدرۃ لانہا تختص بالممکنات دون الواجبات والممتنعات اور **حاشیہ بجوری** میں ہو بخلاف القدرۃ والارادۃ لم تتعلقا الا بالممکن اذ لو تعلقا بالواجبات لاثرتا فیہا الوجود فیلزم تحصیل الحاصل او العدم فیلزم قلب الحقایق لان حقیقۃ الواجب ما لا یقبل العدم ولو تعلقتا بالمستحیلات لاثرتا فیہا الوجود فیلزم قلب الحقایق لان حقیقۃ المستحیل ما لا یقبل الوجود او العدم فیلزم تحصیل الحاصل انتہی **شرح عقائد جلالی** میں ہو الکذب نقص والنقص علیہ تعالیٰ محال فلا یکون من الممکنات ولا یشملہ القدرۃ کما لا یشمل القدرۃ سائر وجوہ النقص علیہ کالجہل والعجز ونفی صفات الکمال انتہی اور **حاشیہ بجوری** میں ہو ولا یلزم من عدم تعلق القدرۃ عجز لانہما لیساً من وظیفتہما ولانہا لو تعلقت بہا لزم الفساد اذ یلزم علیہ تعلقہا باعدام الذات العلیۃ وبسلب الالوھیۃ عنہا ونحو ذلک ومن ہذا یعلم سقوط قول بعض المبتدعۃ ان اللہ قادر علی ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر علیہ لکان عاجزا انتہی **حاشیہ عبد الحکیم** میں ہو ان عدم القدرۃ مع الممتنع بالغیر لیس بعجز لانہ لیس محلا للقدرۃ اذ ھی یتعلق بالممکنات الصرفۃ الا یری انہ تعالیٰ لا یقدر علی اعدام

المعلول مع وجود العلۃ التامۃ انتہی دیکھو **اول** عبارت شرح مواقف سے واضح ہو کہ قدرت خداتعالی کی خاص ہو ساتھ ممکنات کے واجبات و ممتنعات سے قدرت متعلق نہیں ہوتی ہو اور **دوسری** عبارت حاشیہ بیجوری سے واضح ہو کہ قدرت واجبات و ممتنعات سے متعلق ہوگی تو محال قلب حقائق یا تحصیل حاصل لازم آویگی اور **تیسری** عبارت شرح عقائد جلالی سے ظاہر ہو کہ کذب باریتعالی ممکنات میں سے نہیں ہو اسکو قدرت شامل نہیں ہو جیسے باقی وجوہ نقص مثل جہل و عجز کو قدرت شامل نہیں ہو اور **چوتھی** عبارت حاشیہ بیجوری سے واضح ہو کہ قدرت ممتنعات سے متعلق ہوگی تو لازم آویگا کہ خداتعالی کو اپنی ذات پاک کے معدوم کرنے اور اپنی الوہیت کو دور کرنے پر بھی قادر ہووے اس تقریر سے باطل و ساقط ہوگیا قول ان مبتدعہ کا جو کہتے ہیں کہ خداتعالی اپنے ولد بنانے پر قادر ہو اگر اسپر قادر نہوگا تو خداتعالی کا عجز لازم آویگا اور بہت سی عبارات کتب دینیہ معتبرہ کی موجود ہیں جنمیں مصرح ہو کہ قدرت فقط ان امور پر ہو جو تحت مشیت و ارادہ ہیں جو حال یا مآل میں موجود ہیں اور جو ایسے امور ہیں جو نہیں ہو سکتے اوسپر قدرت نہیں ہو پس ان تمام عبارات و اقوال سے واضح ہو کہ ممتنعات تحت قدرت داخل نہیں ہیں اور کذب باری کا نقص و ممتنع ہونا بالاتفاق واضح ہو اوسپر بھی قدرت نہیں بلکہ حاشیہ عبدالحکیم سے واضح ہو کہ ممتنع بالغیر بھی محل قدرت نہیں اور اسپر بھی قدرت نہونیسے عجز لازم نہیں آتا ہو پس علما کذب باری و دیگر ممتنعات بالذات و بالغیر دونوں پر قدرت نہونا اور اس سے عجز لازم نہ آنا فرماتے ہیں اور اسمیں کسی اہل حق کا اختلاف و خلاف بھی نہیں ذکر کرتے جس سے واضح ہوتا ہو کہ کذب و نحوہ پر قدرت نہونا بالاتفاق ہے یہ حضرت مجیب صاحب برعکس اسکے مسئلہ اتفاقیہ فرماتے ہیں یہ سراسر دروغگوئی و وہ ہو کہ وہی عوام نہیں تو اور کیا ہو ہاں حضرت مجیب صاحب خود کو ان اہل بدعت میں سے ہونا قبول کریں جو خداتعالی کو اتخاذ ولد پر قادر بتاتے ہیں تب ہی یہ دروغگوئی کی نسبت دور نہیں ہو سکتی کیونکہ بالاتفاق نہوا بلکہ اہل حق کے نزدیک بالاتفاق قدرت نہونا معلوم ہوا پس کذب و دروغگوئی مجیب صاحب کی ثابت ہو اور خداتعالی تو ایسے نقائص پر قدرت ہونیسے پاک اور بری ہو اور مجیب صاحب نے جو آیت ولوشئنا لآتینا الآیۃ ذکر کی وس سے اگر یہ مراد ہو کہ جو متعلق بمشیت ہو وہ ممکن و تحت قدرت ہو تو بطلان اسکا واضح ہو کیونکہ ارادہ و مشیت دونوں ایک ہیں کما ہو مقرر فی مقرہ اس دوسری آیت لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذناہ من لدنا میں خداتعالی فرماتا ہو کہ اگر ہم ارادہ کرتے لہو پکڑنیکا یعنے زوجہ یا ولد اپنا بنانیکا کرتے تو اپنے نزدیک سے اپنی زوجہ و ولد بنا لیتے اس سے واضح ہو کہ اتخاذ ولد و زوجہ کو متعلق ساتھ ارادہ کے کیا ہو پس اگر متعلق مشیت و ارادہ ممکن و تحت قدرت ہو تو اتخاذ ولد و زوجہ بھی ممکن و تحت قدرت ہوا جاتا ہو یہ بھی مخالف تمام عقلاء و اہل اسلام وغیرہم کے ہو سوا ایک فرقہ بے ایمان کو اور اگر یہ مراد ہو کہ جو وعید اس آیت ولوشئنا میں ہو کہ جن و انسان سے دوزخ ہم بھرینگے وہ وعید ان لوگوں کو شامل ہو جو خداتعالی کو کذب پر جو نقص بالاتفاق ہو قادر نہیں جانتے ہیں تو اوپر معلوم ہو چکا ہو کہ اسکا استحقاق انھیں لوگوں کیواسطے ہو جو خداتعالی و کذب کے امکان یا وقوع کے قائل ہیں اور اگر مراد دوسری ہو تو بیان کرنا چاہیے اسکا جواب دیا جاویگا اسی تمہید پر اس تقریر کو ختم کیا جاتا ہو اگرچہ بہت سے مواخذات جواب مجیب میں باقی ہیں لیکن گنجایش نہونیکے سبب سے ترک الکا ضرور ہو خداتعالی مستعدین کو نافع کرے آمین یارب العالمین فصلے اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ المفتقر الی ربہ القدیر محمد نذیر المعروف بہ نذیر احمد خان عفی عنہ

[مہر: محمد نذیر احمد ... ۱۲]

الجواب صحیح والمجیب مصیب کتبہ عبدالرحیم عفی عنہ

[مہر: عبدالرحیم ...]